33

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
www.tanzeem.org
تنظیم اسلامی کا ترجمان

مسلسل اشاعت کا
34واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

8 تا 14 ربیع الاوّل 1447ھ / 2 تا 8 ستمبر 2025ء

اس شمارے میں

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ!

پھٹتے برستے بادل، سیلاب اور دیگر آفات

الحادی فتنوں کا مقابلہ کیسے کریں؟

زکوٰۃ: اسلام کا تیسرا بنیادی رکن

مغرب میں حیاتِ نو!

نئی نسل کی بے راہ روی: اسباب و علاج

رسول اللہ ﷺ بحیثیت داعیٔ انقلاب

اس میں ہرگز کوئی شک نہیں کہ ''داعیٔ انقلاب'' کا اطلاق اگر نسلِ آدم کے کسی فرد پر بتمام وکمال ہو سکتا ہے تو وہ صرف مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ ہیں! اس لیے کہ تاریخ انسانی کے دوران اور جتنے بھی انقلاب آئے وہ بشمول انقلابِ فرانس وانقلابِ روس سب کے سب جُزوی تھے اور اُن سے حیاتِ انسانی کے صرف کسی ایک گوشے ہی میں تبدیلی رُونما ہوئی۔ جیسے انقلابِ فرانس سے نظامِ سیاسی اور ہیئتِ حکومت میں اور انقلابِ روس سے نظامِ معیشت کے تفصیلی ڈھانچے میں جب کہ نبی اکرم ﷺ نے جو انقلابِ عظیم دنیا میں برپا کیا اُس سے پوری انسانی زندگی میں تبدیلی رُونما ہوئی اور عقائد ونظریات، علوم وفنون، قانون واخلاق، تہذیب وتمدن، معاشرت ومعیشت اور سیاست وحکومت الغرض حیاتِ انسانی کا کوئی گوشہ بھی بدلے بغیر نہ رہا۔

رہی آپ ؐ کی انقلابی جدوجہد تو واقعہ یہ ہے کہ اس اعتبار سے بھی نسلِ انسانی کی پوری تاریخ میں کوئی دوسری مثال موجود نہیں ہے کہ کسی ایک ہی شخص نے انقلابی فکر بھی پیش کیا ہو، پھر دعوت کا آغاز بھی خود ہی کیا ہو، پھر تنظیمی مراحل بھی آپ ہی نے طے کیے ہوں اور پھر اس انقلابی جدوجہد کو کشمکش اور تصادم کے جُملہ مراحل اور ہجرت وجہاد وقتال کی تمام منازل سے گزار کر کامیابی سے ہمکنار بھی کر دیا ہو۔ اور یہ نہایت محیرُ العقول کارنامہ اور حددرجہ عظیم معجزہ ہے نبی اکرم ﷺ کا کہ آپ ؐ نے ایک فردِ واحد سے دعوتِ حق کا آغاز فرما کر کل 23 برس (اور وہ بھی قمری) کی مختصر سی مدت میں اعلاءِ کلمۃ اللہ کا حق ادا فرما دیا اور سرزمین عرب پر دینِ حق کو بالفعل غالب ونافذ فرما دیا۔

نبی اکرم ﷺ کا مقصدِ بعثت
ڈاکٹر اسرار احمد ؒ

مسجدِ اقصیٰ کی حرمت اور فلسطینی مسلمانوں
کو اپنی دعاؤں میں شامل رکھیں!

الھدیٰ

ڈاکٹر اسرار احمدؒ 1147

دنیا کی زندگی کی حقیقت

سُورۃُ الْعَنکبُوت | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 63، 64

وَلَئِنۡ سَاَلۡتَہُمۡ مَّنۡ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحۡیَا بِہِ الۡاَرۡضَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَوۡتِہَا لَیَقُوۡلُنَّ اللّٰہُ ؕ
قُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ ؕ بَلۡ اَکۡثَرُہُمۡ لَا یَعۡقِلُوۡنَ ﴿۶۳﴾ وَمَا ہٰذِہِ الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَاۤ اِلَّا لَہۡوٌ وَّلَعِبٌ ؕ
وَاِنَّ الدَّارَ الۡاٰخِرَۃَ لَہِیَ الۡحَیَوَانُ ۘ لَوۡ کَانُوۡا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۶۴﴾

آیت ۶۳: ﴿وَلَئِنۡ سَاَلۡتَہُمۡ مَّنۡ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحۡیَا بِہِ الۡاَرۡضَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَوۡتِہَا لَیَقُوۡلُنَّ اللّٰہُ ؕ﴾ ’’اور اگر آپ اُن سے پوچھیں کہ کس نے برسایا آسمان سے پانی‘ پھر اُس سے زندہ کر دیا زمین کو اُس کے مُردہ ہو جانے کے بعد؟ تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ نے!‘‘

﴿قُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ ؕ بَلۡ اَکۡثَرُہُمۡ لَا یَعۡقِلُوۡنَ ﴿۶۳﴾﴾ ’’آپؐ کہہ دیں کہ کل شکر اور کل حمد اللہ ہی کے لیے ہے۔ لیکن ان میں سے اکثر لوگ عقل سے کام نہیں لیتے۔‘‘

آیت ۶۴: ﴿وَمَا ہٰذِہِ الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَاۤ اِلَّا لَہۡوٌ وَّلَعِبٌ ؕ﴾ ’’اور یہ دنیا کی زندگی تو کھیل اور تماشے کے سوا کچھ نہیں۔‘‘

﴿وَاِنَّ الدَّارَ الۡاٰخِرَۃَ لَہِیَ الۡحَیَوَانُ ۘ لَوۡ کَانُوۡا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۶۴﴾﴾ ’’اور آخرت کا گھر ہی یقیناً اصل زندگی ہے۔ کاش کہ انہیں معلوم ہوتا!‘‘

اِس آیت میں اہل ایمان کے لیے ایک اور (آٹھویں) ہدایت آ رہی ہے کہ دیکھو مسلمانو! یہ دنیا کی زندگی تو ایک کھیل جیسی ہے۔ اس کی حیثیت تمہارے ایک سٹیج ڈرامے سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔ جس طرح ڈرامے کا بادشاہ حقیقی بادشاہ نہیں اور سٹیج پر فقیر کا کردار ادا کرنے والا شخص سچ مچ کا فقیر نہیں اِسی طرح تمہاری اس زندگی کے تمام کردار بھی حقیقی نہیں۔ حقیقی کردار تو اس سٹیج سے باہر جا کر (موت کے بعد) سامنے آئیں گے۔ عین ممکن ہے یہاں کے شہنشاہ کو وہاں مجرم کی حیثیت میں اُٹھایا جائے اور جو شخص یہاں زندگی بھر لوگوں کا معتوب و مغضوب رہا، وہاں اُسے خلعتِ فاخرہ سے نوازا جائے۔

درس حدیث

اپنے اسلام کو بچایئے!

عَنۡ أَوۡسِ بۡنِ شُرَحۡبِيلَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنۡ مَشٰى مَعَ ظَالِمٍ لِيُقَوِّيَهُ وَهُوَ يَعۡلَمُ أَنَّهُ ظَالِمٌ فَقَدۡ خَرَجَ مِنَ الۡإِسۡلَامِ)) (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

حضرت اوس بن شرحبیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپؐ نے فرمایا: ’’جو شخص کسی ظالم کی مدد کے لیے اور اس کا ساتھ دینے کے لیے چلا اور اُس کو اس بات کا علم تھا کہ یہ ظالم ہے تو وہ اسلام سے نکل گیا۔‘‘

تشریح: جب ظلم کا ساتھ دینا، اور ظالم کو ظالم جانتے ہوئے اُس کی کسی قسم کی مدد کرنا اتنا بڑا گناہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص کو اسلام سے نکل جانے والا قرار دیا ہے، تو سمجھا جا سکتا ہے کہ خود ظلم ایمان و اسلام کے کس قدر منافی ہے، اور اللہ و رسولؐ کے نزدیک ظالموں کا کیا درجہ ہے۔ گویا ظلم اسلام کی ضد ہے۔

ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

8 تا 14 ربیع الاوّل 1447ھ — جلد 34
2 تا 8 ستمبر 2025ء — شمارہ 33

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: رضاء الحق

مجلس ادارت: ● فرید اللہ مروت ● محمد رفیق چودھری ● وسیم احمد باجوہ ● خالد نجیب خان

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

"دارالاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ

رضاء الحق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ!

ماہ ربیع الاوّل حضور ﷺ کی ذاتِ اقدس سے منسوب ہے۔ معتبر روایات کے مطابق آپ ﷺ اسی مہینہ میں دنیا میں تشریف لائے اور اسی ماہ میں آپ ﷺ نے وصال فرمایا۔ گزشتہ کم و بیش ساڑھے چودہ صدیوں میں دنیا نے کئی رنگ بدلے اور خود مسلمانوں کی تاریخ میں کئی نشیب و فراز آئے۔ اسی دوران اُمت مسلمہ کا عزم و استقلال کبھی آسمانوں کو چھوتا دکھائی دیا اور کبھی پاتال میں نظر آیا۔ عملی سطح پر بھی مسلمانوں کا عمل و کردار کبھی قدسیوں کو چھوتا نظر آیا تو کبھی اتنا شرمناک دکھائی دیا کہ دین اسلام کجا شرفِ انسانیت بھی داغدار ہو جاتی ہے۔ لیکن حضور ﷺ کی ذاتِ گرامی سے جذباتی لگاؤ اور والہانہ عشق آج بھی مسلمان کا حقیقی روحانی اثاثہ ہے۔ آج بھی اگر کوئی بدبخت حضور ﷺ کی توہین کرنے کی ناپاک جسارت کرے تو ہزاروں لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں مسلمان غازی علم الدین شہید اور ممتاز قادری شہید کی یاد تازہ کرنے کے لیے تڑپنے لگتے ہیں۔ جس ہستی پر اللہ رب العزت خود درود بھیجے' انسانوں کے قلم اور اُن کی زبانیں اُس کی ثنا خوانی کا کیا حق ادا کر سکیں گی۔

ہمارے قارئین جب اِن سطور کا مطالعہ کر رہے ہوں گے تو 12 ربیع الاوّل کی آمد آمد ہو گی۔ مسلمان حسبِ معمول اس مبارک دن کو پوری شان و شوکت سے منائیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ مالکِ کائنات نے آپ ﷺ کو اِس دنیا میں بھیج کر انسانیت پر بہت بڑا احسان فرمایا ہے' اسی لیے قرآن کریم میں رقم فرما دیا: ''درحقیقت اللہ نے یہ بہت بڑا احسان کیا ہے، اہل ایمان پر جب ان میں اٹھایا ایک رسول ﷺ ان ہی میں سے جو تلاوت کر کے انہیں سناتا ہے اس کی آیات اور انہیں پاک کرتا ہے اور تعلیم دیتا ہے انہیں کتاب و حکمت کی اور یقیناً اس سے پہلے (یعنی رسول ﷺ کی آمد سے قبل) تو وہ لازماً کھلی گمراہی کے اندر مبتلا تھے۔'' (آل عمران: 164) اور ''اور (اے نبی ﷺ) ہم نے نہیں بھیجا ہے آپ ﷺ کو مگر تمام جہان والوں کے لیے رحمت بنا کر۔'' (الانبیاء: 107) لیکن مسلمانوں کو لازماً یہ سوچنا ہو گا کہ حضور ﷺ سے جذباتی لگاؤ اور والہانہ عشق کے ایسے اظہار کے باوجود آپ ﷺ کی اُمت آج ذلیل و رسوا کیوں ہے؟ ہم مسلمان اگر اپنے گریبانوں میں جھانکنے کی تکلیف گوارا کریں تو یہ جاننے کے لیے سقراطی دانش کی ضرورت نہیں رہے گی کہ ہماری اس ذِلت و خواری کی اصل وجہ کیا ہے۔ ہمارا حال یہ ہے کہ حضور ﷺ کی غلامی کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں اور اپنے نفس کو الٰہ کا درجہ دے رکھا ہے۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ ہمیں حکم دیتا ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ جو دیں اُسے مضبوطی سے تھام لو اور جس سے روک دیں اُس سے رک جاؤ' لیکن بدقسمتی سے ہمارا عمل اس کے بالکل برعکس ہے۔ (الا ماشاء اللہ)

نبی اکرم ﷺ نے نجی اور اجتماعی زندگی کے ہر ہر گوشہ میں ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔ اگر آج مسلمان صرف ''عدل''، جو اسلام کا کیچ ورڈ ہے، کے حوالہ سے خود احتسابی کریں تو ہمیں اپنے کردار، اپنے عمل اور رویہ سے گھن آنی چاہیے۔ حضور ﷺ کی ذاتِ اقدس عدلِ انفرادی اور اجتماعی دونوں کا بے مثل نمونہ تھی۔ آج عالمِ اسلام میں عدل ناپید ہے۔ صرف اسلام دشمن قوتوں کا غزہ، کشمیر اور دیگر کئی علاقوں میں مسلمانوں پر ظلم اور اِس حوالے سے 57 مسلم ممالک اور تقریباً 2 ارب مسلمانوں کا طرزِ عمل

دیکھ لیں، ہر غیرت و حمیت رکھنے والے کی آنکھیں شرم سے جھک جائیں گی۔

پھر عدل اور قسط کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ جس معاشرے میں عدل نہیں ہوگا وہاں اجتماعی عدل وقسط اور ناگزیر مساوات کا قیام بھی ناممکن ہوگا۔ لہٰذا مسلم معاشروں میں طبقاتی تقسیم آج اپنے عروج پر ہے۔ اشرافیہ اور عوام کی طرزِ زندگی میں دورِ جہالت کے آقا اور غلام کی نسبت زیادہ فرق نہیں ہے، سرمایہ دار اور مزدور کے مابین فرق وتفاوت اِس سے بھی بڑھ کر ہے۔ مسجدوں میں قالین بچھانے والے اور نعت خوانوں پر نوٹ نچھاور کرنے والے اپنے ملازمین کو زندہ رہنے کا حق دینے سے بھی انکاری نظر آتے ہیں۔ بھٹہ کے مزدوروں اور ننھے منے ہاتھوں سے قالین بافی کرنے والوں سے سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے پالتو جانور کہیں بہتر خوراک سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ تعلیم اور صحت کے شعبہ میں عدل وانصاف کا کوئی گزر نہیں اور ظلم اپنی تمام حدود سے تجاوز کر گیا ہے۔ اشرافیہ کے لیے ایسے ایسے ہسپتال اور سکول ہیں جن کے سامنے فائیو سٹار ہوٹل بھی ماند پڑ جائیں جبکہ سرکاری ہسپتالوں اور سکولوں کی حالت زار سے کون واقف نہیں۔ یعنی ہم مجسمِ عدل سے اظہارِ عشق کرتے ہیں اور ظلم روا رکھنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔

حیرت اس بات پر ہے اور سوال یہ ہے کہ جس اُمت کے قائدِ حقیقی نے اپنے پیروکاروں کو نجی اور اجتماعی زندگی کے یہ تمام اَسرار و رموز سکھا، سمجھا اور پڑھا دیئے ہوں، اُن نبی ﷺ کے اُمتی یعنی مسلمان آج ذلت ومسکنت سے لبریز زندگی گزارنے پر کیوں مجبور ہیں؟ ہم ذلیل وخوار کیوں ہیں؟ ہماری دعائیں کیوں نہیں قبول ہوتیں؟ دشمن کے دلوں سے ہماری ہیبت کیوں جاتی رہی ہے؟ دشمنانِ اسلام ہم پر حاوی کیوں ہیں؟ ہم پر خوف اور بھوک کا عذاب کیوں مسلط ہے؟ ہم اگر آپ ﷺ کی تعلیمات کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ اِس ذلت و رسوائی کی صرف اور صرف وجہ یہ ہے کہ ہم نبی مکرم ﷺ کے بتائے ہوئے راستے کو ترک کر چکے ہیں۔ ہم یا تو سیکولرازم کی راہ اختیار کر کے دین سے لاتعلق ہو گئے یا مذہب کی ایسی جزئیات میں اُلجھ کر رہ گئے جن کا انسان کی دنیا و آخرت کی فلاح و کامرانی سے کوئی تعلق نہیں۔ ہم نعت گوئی پر بہت سر دھنتے ہیں، لیکن حضور ﷺ کی دیانت، امانت اور راست گوئی سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔ ہم حضور ﷺ کی غریب پروری پر بہت تقریریں کرتے ہیں، لیکن ہمارا معاشرہ ظلم وستم کے حوالے سے بے مثل ہے۔ راہِ حق پر چلتے ہوئے جو مصائب حضور ﷺ نے جھیلے، اُن کا ہم ذکر بھی کم کرتے ہیں۔

ہم اگر نبی آخر الزماں ﷺ کی مبارک زندگی پر انتہائی سنجیدگی سے غور کریں تو واضح ہو جاتا ہے کہ آپ ﷺ صرف آخری نبی اور رسول ہی نہ تھے، بلکہ اللہ ربّ العزت نے آپ ﷺ پر اپنے پسندیدہ دینِ اسلام کی تکمیل بھی کر دی، لہٰذا اب دین کا کسی نہ کسی خطۂ زمین پر نافذ اور قائم ہونا اس کا منطقی تقاضا تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء و رُسل علیہم السلام اسی دین کے تکمیلی مراحل کو کسی نہ کسی انداز میں آگے بڑھاتے رہے۔ اگرچہ انہیں شریعت یا لائحہ عمل مختلف دیئے گئے لیکن دین سب کا ایک تھا، مشن سب کا ایک تھا، یعنی انسانوں پر انفرادی اور اجتماعی سطح پر اللہ کے اُس دین کو بالفعل نافذ کیا جائے۔ حضور ﷺ سے پہلے یہ کام بہت سی وجوہات کی بنا پر انجام تک پہنچایا نہ جا سکا، حالانکہ مختلف قوموں کو انبیاء و رُسل نے لاجواب کر دینے والے معجزے دکھائے۔ جبکہ آپ ﷺ پر طائف میں سنگ باری ہوئی تو جسمِ اطہر لہولہان ہو گیا، غزوۂ احد میں دندانِ مبارک شہید ہوئے، یہاں تک کہ جادو کا اثر بھی ہوا۔ لیکن آپ ﷺ نے اللہ کے دین کی دعوت کا کام دن رات جاری رکھا اور خالصتاً انسانی سطح پر کوشش اور جدوجہد سے دینِ حق کو جزیرہ نمائے عرب میں غالب اور نافذ کرنے کا محیر العقول کارنامہ سرانجام دیا۔ یعنی جس دین کی دعوت دی، جس کی تبلیغ کی اُسے ایک حقیقت کا روپ دے کر دنیا کو دکھا بھی دیا۔

آخرت میں سرخرو ہونے کے لیے اور دنیا میں عزت و وقار کا مقام حاصل کرنے کے لیے ہمیں سیرتِ نبوی سے روشنی حاصل کرنا ہوگی اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے کردار کا جائزہ لینا ہوگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے یوم پیدائش پر دھوم دھام سے جشن تو نہ مناتے تھے، لیکن جہاں حضور ﷺ کا پسینہ گرتا تھا وہاں صحابہؓ کا خون گرتا تھا۔ آپ ﷺ کے اشارۂ ابرو پر جان کی بازی لگانے سے گریز نہیں کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ مکہ کی بے آب و گیاہ زمین کے یہ مکین قیصر و کسریٰ پر حاوی ہو گئے۔ ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے ہاتھ میں تلوار پکڑ کر وہ بحر و بر کو روندتے چلے گئے۔ صحرا، جنگل اور پہاڑ کوئی اُن کے راستے میں حائل نہ ہو سکا، حالانکہ ہماری طرح اُن کے بھی دو ہاتھ دو پاؤں تھے، لیکن اُن کے قلوب قرآن کی دولت سے مزین تھے، اُن کے سامنے نبی مکرم ﷺ کی سیرت تھی اور سنت و اسوۂ رسول ﷺ اُن کا ہتھیار تھا۔ آج بھی ہمارے مسائل کا واحد حل یہ ہے کہ ہم اپنے قول وفعل کا تضاد دور کریں۔ ہماری زبانیں اگر حضور ﷺ کی نعت گوئی سے تر ہوں تو ہمارے افعال ارشادِ نبوی ﷺ کے مطابق ہوں۔ ہم سنتِ رسول ﷺ کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیں اور صرف ماہ ربیع الاوّل ہی نہیں ہر دن ہر شب کی نسبت حضور ﷺ سے جوڑ دیں۔ کسی صورت اللہ کے حکم کی خلاف ورزی نہ ہو اور کبھی سنتِ رسول ﷺ کا دامن ہمارے ہاتھ سے نہ چھوٹے۔ اللہ ربّ العزت ہمیں اپنی حفظ و امان میں رکھے اور نبی اکرم ﷺ کا فکری، نظریاتی، اور عملی، ہر ہر سطح پر سچا عاشق اور پیروکار بلکہ مطیع بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

پھٹتے برستے بادل، سیلاب اور دیگر آفات

(قرآنی تعلیمات کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ ﷾ کے 22 اگست 2025ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبۂ مسنونہ اور تلاوتِ آیاتِ قرآنی کے بعد!

سوات اور بونیر سمیت شمالی علاقہ جات کے بیشتر مقامات پر گزشتہ دنوں بادلوں کے پھٹنے اور لینڈ سلائیڈنگ سے بہت زیادہ جانی اور مالی نقصان ہوا ہے جس پر دل بہت غمزدہ ہے، دوسری طرف باجوڑ اور گرد و نواح کے علاقے میں ایک بار پھر فوجی آپریشن کے نتیجے میں لوگوں کو نقل مکانی کا سامنا ہے، میڈیا میں اس حوالے سے کھل کر خبریں سامنے نہیں آ رہیں لیکن اہل علاقہ بہت زیادہ پریشان ہیں۔ اسی طرح کراچی میں بھی بارشوں کی وجہ سے سیلاب کی سی صورتحال کا سامنا ہے۔ ان تمام آفات اور مصائب میں ہم سب کے لیے آزمائش ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ﴾ (الملک: 2) ”جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے اعمال کرنے والا ہے۔“

جو بیت رہا ہے، خوشی یا غم ہے، آسانی ہے یا مشکل ہے، تنگدستی ہے یا خوشحالی ہے، جو کچھ بھی ہے، یہ بہر حال امتحان ہے۔ اس امتحان کا نتیجہ آخرت میں جا کر نکلے گا۔ اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿وَنَبْلُوْکُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَیْرِ فِتْنَۃً ؕ﴾ (الانبیاء: 35)

”اور ہم آزماتے رہتے ہیں تم لوگوں کو شر اور خیر کے ذریعے سے۔“

انفرادی اور اجتماعی سطح پر جو کچھ ہمارے ساتھ اچھا ہو رہا ہے، یا بُرا ہو رہا ہے، تقدیر میں لکھا ہے، یہ سب کا سب امتحان ہے۔ آگے فرمایا:

﴿وَاِلَیْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۵﴾﴾ (الانبیاء) ”اور تم سب لوگ ہماری ہی طرف لوٹا دیے جاؤ گے۔“

اگر آخرت کی منزل مدنظر ہو تو ہر قسم کے حالات کو، عروج و زوال، نشیب و فراز کو صبر و استقامت کے ساتھ برداشت کرنا آسان ہو جاتا ہے، ورنہ کفر اور ناشکری کے الفاظ بھی زبان پر آجاتے ہیں: اللہ کو ہمارا ہی گھر ملا تھا، ہمارے ساتھ ہی یہ ہونا تھا، انا للہ وانا الیہ راجعون!

امتحان ہمارا بھی ہے اور امتحان غزہ کے مسلمانوں کا بھی ہے۔ حالیہ دنوں میں آسٹریلیا کی ایک غیر مسلم خاتون ایک عالم کے پاس آئی اور اصرار کیا کہ مجھے اسلام میں داخل کرو۔ عالم نے پوچھا: یہ تبدیلی کیسے آئی؟ کیا تم نے تورات، انجیل یا قرآن کا مطالعہ کیا ہے؟ بولی: میں نے کچھ نہیں پڑھا، بس غزہ کی اُن عورتوں کو دیکھا جن کے ہاتھوں میں ان کے معصوم بچے شہید ہو رہے ہیں اور وہ زبان پر ناشکری کے کلمات تک نہیں لاتیں، بلکہ کہتی ہیں کہ ہم ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی رضا میں راضی ہیں۔ 7 اکتوبر 2023ء کے بعد کئی ایسے واقعات ہم نے

مرتب: ابو ابراهيم

دیکھے اور سنے کہ اگر بیوی پہلے شہید ہوگئی تو شوہر کہہ رہا تھا کہ: تم کتنی خوش نصیب ہو مجھ سے پہلے شہادت پالی اور اگر شوہر شہید ہوگیا تو بیوی اس کو خوش قسمت قرار دیتی ہے۔ آسٹریلوی خاتون نے کہا: مجھے بھی ایسے ایمان کی جستجو ہے جو اُن جیسا صابر اور پُرعزم بنا دے۔ عالم صاحب خطاب جمعہ میں یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے زار و قطار رو رہے تھے، بولے: ہم پیدائشی مسلمان ہیں، ہمارا ایمان آج کدھر ہے؟ جبکہ ایک غیر مسلم عورت غزہ کی مسلم خواتین کی استقامت دیکھ کر اور اللہ کے فیصلے پر راضی ہونے کے جملے سن کر کہتی ہے کہ مجھے بھی ان جیسا صابر بننا ہے۔ کہا مجھے امام ہو کر شرم آتی ہے کہ میرا ایمان تو ایسا نہیں ہے۔

جو لوگ سخت آزمائشوں کے باوجود بھی صبر، ایمان اور تقویٰ پر قائم رہیں، وہی حقیقی مومن ہیں اور وہی آخرت کی دائمی زندگی میں کامیاب ہوں گے۔ یہ سخت حالات کبھی انسانوں کو جھنجھوڑنے کے لیے، بیدار کرنے کے لیے بھی ہوتے ہیں کہ بندے اپنی اصلاح کر کے اللہ کی طرف رجوع کرلیں۔ کبھی اللہ سخت عذاب بھیج کر بندوں کو تنبیہ بھی کرتا ہے کہ باز آجائیں۔ کبھی بُرے حالات انسانوں کے اپنے اعمال کی وجہ سے بھی ہوتے ہیں۔ فرمایا:

﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا کَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ﴾ (الروم: 41) ”بحر و بر میں فساد رونما چکا ہے لوگوں کے اعمال کے سبب۔“

کبھی سونامی، کبھی طوفان، کبھی سیلاب، کبھی بارشیں، کبھی لینڈ سلائیڈنگ، کبھی بادلوں کا پھٹنا اور کبھی زلزلے، یہ سب ہمارے اعمال کا نتیجہ بھی ہو سکتے ہیں اور اللہ کی جانب سے وارننگ بھی ہو سکتے ہیں۔ آگے فرمایا:

﴿لِیُذِیْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِیْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۴۱﴾﴾ (الروم) ”تاکہ وہ انہیں مزہ چکھائے ان کے بعض اعمال کا، تاکہ وہ لوٹ آئیں۔“

پھر اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی ہے کہ وہ صرف کچھ اعمال کی وجہ سے پکڑتا ہے ورنہ سب اعمال کی وجہ سے پکڑ ہو جائے تو پھر دنیا میں کوئی انسان باقی نہ رہے۔ دوسری جگہ فرمایا: ﴿وَلَنْ یُّؤَخِّرَ﴾ (المنافقون: 11) ”اور اللہ ہرگز مہلت نہیں دے گا۔“

اللہ تعالیٰ سزا کو موخر کرتا رہتا ہے، مہلت دیتا رہتا ہے کہ بندہ سنبھل جائے، اللہ کی طرف رجوع کر لے، یہ سختیاں، یہ تکالیف کبھی اس وجہ سے بھی بندے پر آتی ہیں کہ اس کا دل نرم ہو جائے اور وہ اللہ کے دین کی طرف پلٹ آئے۔ سورہ السجدہ میں فرمایا:

﴿وَلَنُذِیْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰی دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَکْبَرِ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۲۱﴾﴾ (السجدہ) ”اور ہم لازماً چکھائیں گے انہیں مزہ چھوٹے عذاب کا بڑے عذاب سے پہلے شاید کہ یہ لوگ پلٹ آئیں۔“

حضرت نوح، ہود، صالح، شعیب، لوط علیہم السلام کی قوموں پر بڑے عذاب آنے سے پہلے چھوٹے چھوٹے عذاب بھی آئے تھے تاکہ وہ سمجھ جائیں، باز آجائیں اور اپنی اصلاح کرلیں، لیکن وہ قومیں باز نہیں

آئیں تو اللہ تعالیٰ نے پھر بڑا عذاب بھیج کر انہیں نشانِ عبرت بنا دیا۔ اگر اس اُمت کے لیے حضور ﷺ کی دعائیں نہ ہوتیں، اگر اہلِ غزہ جیسے مومن لوگ اُمت کی جانب سے فرضِ کفایہ ادا نہ کر رہے ہوتے تو ہمارے اجتماعی اعمال نے پوری اُمت کا بیڑا غرق کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی جس طرح پہلی قومیں پوری کی پوری نیست و نابود ہو جایا کرتی تھیں مگر اس کے حوالے سے اللہ کا فیصلہ ہے کہ ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی۔ باقی والوں کو اگرچہ چھوٹے چھوٹے عذابوں کے ذریعے سزائیں اور تنبیہات ملیں گی لیکن بحیثیت مجموعی پوری اُمت کو غرق نہیں کیا جائے گا۔ یہ جو چھوٹے چھوٹے عذاب اور مصائب ہم پر آ رہے ہیں، ان کا مقصد یہی ہے کہ ہم رجوع کر لیں۔ دوسری جگہ فرمایا: ﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿٤٢﴾﴾ (الانعام) ”اور ہم نے بھیجا ہے بہت سی اُمتوں کی طرف آپ سے قبل (رسولوں کو) پھر ہم نے پکڑا انہیں سختیوں اور تکلیفوں سے شاید کہ وہ عاجزی کریں۔“

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے تین قسم کے عذابوں کا ذکر کیا ہے:

”کہہ دیجیے کہ وہ قادر ہے اس پر کہ تم پر بھیج دے کوئی عذاب تمہارے اوپر سے یا تمہارے قدموں کے نیچے سے یا تمہیں گروہوں میں تقسیم کر دے اور ایک کی طاقت کا مزا دوسرے کو چکھائے۔ دیکھو کس طرح ہم اپنی آیات کی تصریف کرتے ہیں تا کہ وہ سمجھیں۔“ (الانعام:65)

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم شرک میں تو مبتلا تھی ہی لیکن ہم جنس پرستی کے گندے کام میں بھی ملوث تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی بستی کو اُٹھا کر پٹخ دیا، پھر اوپر سے پتھر برسائے، ان کو اندھا کیا گیا، پھر ان کو بحر مردار میں غرق کر کے ہمیشہ کے لیے نشانِ عبرت بنا دیا۔ ہم جنس پرستی ایسا گناہ ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ شدید غضبناک ہوتا ہے، لیکن آج دجالیت کے ایجنڈے کے تحت دنیا کے کئی ممالک اس گناہ کو قانونی تحفظ دے رہے ہیں، ہمارے ہاں بھی ایک متنازعہ ایکٹ پاس کر کے اس کو قانوناً سہارا دیا جا رہا ہے۔ موجودہ حالات میں بھی جب ملک سیلابوں، طوفانوں اور مختلف آزمائشوں میں گھرا ہوا ہے، لاہور میں ہم جنس پرستی کے مغربی ایجنڈے کو پروموٹ کرنے کے لیے باقاعدہ ایک پروگرام کیا گیا جس میں ٹرانسجینڈرز نے دجالی ماسک پہن کر سٹیج پر برہنہ ڈانس کیا۔ اگر عذاب نہیں آئیں گے تو اور کیا ہوگا؟ یہ کلاؤڈ برسٹ اور طوفانی بارشیں اوپر سے عذاب کی ایک مثال ہیں، نوح علیہ السلام کی قوم پر آسمان سے بھی پانی برسا اور زمین سے بھی پانی اُبل پڑا اور قوم مٹا دی گئی۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم پر آسمان سے شعلے برسائے گئے، زمین پر زلزلہ بھی آیا۔ پچھلی قوموں کے واقعات قرآن میں صرف کہانی کے طور پر بیان نہیں ہوئے بلکہ ان میں ہمارے لیے عبرت اور ہدایت رکھی گئی ہے۔ قرآن بتا رہا ہے کہ عذاب لوگوں کے اعمال کی وجہ سے بھی آیا کرتے ہیں۔ اوپر سے عذاب کی ایک مثال یہ بھی ہے کہ ظالم اور بے رحم حکمران مسلط کر دیئے جاتے ہیں۔ آج پاکستان کے 25 کروڑ عوام اپنے حکمرانوں کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں؟ جب اوپر ظالم، جابر اور کرپٹ لوگ مسلط ہوں گے تو قوم کے لیے وہ حالات کسی بڑے عذاب سے کم نہیں ہوتے، اسی طرح اگر اولاد نافرمان ہو جائے تو یہ بھی ایک عذاب ہوتا ہے، آج ہم میڈیا کے ذریعے سنتے ہیں پب جی گیم کے لیے بھائی کو قتل کر دیا، ماں کو قتل کر دیا، کہیں ماں کو زدوکوب کیا، بوڑھے والدین کو گھر سے نکال دیا۔

تیسرا بڑا عذاب گروہوں میں تقسیم کر کے ایک کے ذریعے دوسرے کو سخت مزہ چکھانا بیان ہوا، بدقسمتی سے آج ہماری قوم بھی گروہوں میں تقسیم ہے اور یہ آپس میں ہی لڑ لڑ کر دشمن کے مقاصد کو پورا کر رہے ہیں، ہمارے ملک میں نسلی، لسانی، مسلکی اور فرقہ وارانہ تعصبات کی وجہ سے کتنے قتل ہوئے ہیں، کتنا خون بہا ہے، یہاں تک کہ مسجدوں پر جھگڑا اور لڑائیاں ہوتی ہیں، کئی بڑے بڑے علماء شہید ہوئے، سیاست کی بنیاد پر جھگڑے اور قتل و غارت گری ہوتی ہے، انتقامی کارروائیاں ہوتی ہیں، اپنی طاقت کا گھمنڈ انسان سے بڑے مظالم کرواتا ہے مگر آخر کار پکڑ میں ضرور آتا ہے، چاہے کوئی جتنا بڑے سے بڑا فرعون نما شخص کیوں نہ ہو، اللہ کہتا ہے:

﴿فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ۭ﴾ (یونس:92) ”تو آج ہم تمہارے بدن کو بچائیں گے تا کہ تُو اپنے بعد والوں کے لیے ایک نشانی بنا رہے۔“

فرعون کی لاش آج بھی پوری دنیا کے انسانوں کے لیے نشانِ عبرت ہے، آج جو لوگ بیرونی ایجنڈے پر چل کر اپنے لوگوں پر ظلم کر رہے ہیں، ان کو سبق سیکھنا چاہیے۔ ہم نے شروع میں پڑھا کہ یہ زندگی امتحان ہے، اللہ کسی کو طاقت اور اختیار دے کر آزماتا ہے اور کسی کے لیے غربت اور کمزوری کے حالات میں آزمائش ہے، اسی طرح خوشی، غمی، زوال و عروج، تنگی و خوشحالی سب امتحان ہیں۔ اسی طرح آج ہم جن عذابوں میں مبتلا ہیں یہ ہماری تنبیہ کے لیے بھی ہو سکتے ہیں، ہمارے اعمال کا نتیجہ بھی ہو سکتے ہیں، آزمائش بھی ہو سکتے ہیں۔ ان سب کا ایک ہی مقصد ہے: ﴿لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿٤١﴾﴾ (الروم) ”تا کہ وہ لوٹ آئیں۔“

کوئی آفت آتی ہے، زلزلہ ہو، طوفان ہو، سیلاب ہو اس میں اللہ کے نیک بندے بھی لقمہ اجل بنتے ہیں، اس بارے میں احادیث میں ہے کہ ہر شخص آخرت میں اپنی نیت پر اٹھایا جائے گا۔ کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم طاعون کی بیماری کی وجہ سے بھی شہید ہوئے، ان کو اللہ کے ہاں اجر ملے گا، کئی مرتبہ نیک لوگوں کے لیے ایسے حالات ان کے لیے معافی، درجات کی بلندی اور اجر کا باعث بن جاتے ہیں لیکن جو لوگ باقی رہ جاتے ہیں ان کے لیے ایسے عذاب تنبیہ ہوتے ہیں کہ وہ نافرمانیوں اور سرکشیوں سے باز آ جائیں، توبہ کر لیں اور اللہ کے دین کی طرف لوٹ آئیں۔

آج ہماری قوم کو سیلاب اور طوفانی بارشوں کا سامنا ہے، کلاؤڈ برسٹ کی وجہ سے بہت بڑا جانی اور مالی نقصان ہو رہا ہے، کراچی میں طوفانی بارشوں کی وجہ سے تباہی کا سامنا ہے، باجوڑ میں آپریشن کی وجہ سے لوگوں کو نقل مکانی کا سامنا ہے، لوگ بے گھر ہو رہے ہیں، کہیں جائیداد کے لیے اور کہیں قبضہ و تسلط کے لیے قتل و غارت گری ہو رہی ہے، اسی طرح مہنگائی کا طوفان ہے، ایک رپورٹ کے مطابق 6 ماہ میں ساڑھے 3 لاکھ لوگ پاکستان چھوڑ چکے ہیں۔ یہ سب کچھ ایک پیغام ہے کہ ہم اللہ کے دین کے لیے مخلص ہو جائیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث ہے کہ قیامت سے پہلے زلزلے اور دیگر آفات کا سلسلہ بڑھ جائے گا۔ لیکن بدقسمتی سے ہماری قوم اس کے باوجود بھی سیکھنے اور سمجھنے کے لیے تیار نہیں ہے، دل نرم نہیں ہو رہے، سوشل میڈیا پر میمز (memes) بن رہی ہیں، لوگ انجوائے کر رہے ہیں، سیر و تفریح کر رہے ہیں، اناللہ وانا الیہ راجعون! قرآن میں اللہ کہتا ہے:

﴿اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ﴾ (الحدید:16) ”کیا ابھی وقت نہیں آیا ہے اہل ایمان کے لیے کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد کے لیے اور اُس (قرآن) کے آگے کہ جو حق میں سے نازل ہو چکا ہے؟“

یہ قرآن تو پہاڑوں کو ہلا دے۔ فرمایا:

﴿لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰي جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۭ﴾ (الحشر:21) ”اگر ہم اس قرآن کو اُتار دیتے کسی پہاڑ پر تو تم دیکھتے کہ وہ دب جاتا اور پھٹ جاتا اللہ کے خوف سے۔“

آج ہم پر کوئی اثر ہو رہا ہے؟ اس کو بے حسی کہیں یا بے حمیتی؟ انتظامی کمزوریاں بھی ہیں، ندی نالوں کی صفائی کا مسئلہ ہے، برساتی نالوں میں لوگ مکانات اور مارکیٹیں

بناتے ہیں، سیلابی گزرگاہوں میں ہاؤسنگ کالونیاں بن رہی ہیں، کوئی پوچھنے والا نہیں ہے، زرعی زمین کو ختم کر کے ہاؤسنگ سوسائٹیاں بنائی جا رہی ہیں اور دوسری طرف ٹماٹر اور پیاز بھی بھارت سے منگوائے جا رہے ہیں، قوم پر مشکلات نہیں آئیں گی تو اور کیا ہوگا۔

قبائلی علاقہ جات میں آپریشن

ہمارے قبائلی علاقہ جات میں پھر آپریشن شروع ہو گیا ہے۔ پاکستان کی سالمیت ہمیں عزیز ہے، اگر کوئی واقعی دہشت گرد ہے، دراندازی کر رہا ہے تو اُسے پکڑ کر سزا دیں مگر ایک بات یاد رکھیں، دشمن یہ چاہتے ہیں کہ اس علاقے میں امن نہ ہو کیونکہ یہی وہ علاقہ ہے جہاں سے اسلامی لشکر حضرت مہدیؓ کی نصرت کے لیے جائیں گے اور دجال کے لشکر کے خلاف لڑیں گے۔ لہٰذا دجالی قوتیں چاہتی ہیں کہ اس خطے کے مسلمانوں کو آپس میں لڑا دیا جائے تاکہ احادیث کی پیشین گوئیاں پوری نہ ہوں۔ ہم نے حکومت کو بھی لکھا ہے اور ریاستی اداروں کو بھی لکھا ہے، انگریزی میں بھی لکھا ہے اور اردو میں بھی لکھا ہے کہ خدارا امریکہ کے ہاتھوں استعمال ہو کر اپنے ہم وطنوں کو دشمن مت بنائیں، یہی قبائلی تھے جو پاکستان کے محافظ تھے، ان کے ہوتے ہوئے مغربی بارڈر پر پاکستانی فوج کی ضرورت نہیں ہوتی تھی، مگر ہم نے امریکہ کے ہاتھوں استعمال ہو کر انہیں ناراض کیا، ان پر بمباریاں کی، ڈمہ ڈولا میں مدرسے پر بمباری کر کے 82 معصوم بچوں کو شہید کیا گیا، ہم نے اس وقت بھی احتجاج کیا تھا اور مطالبہ کیا تھا کہ اس واقعہ کی تحقیقات ہونی چاہئیں اور ذمہ داروں کو سخت سزا دی جانی چاہیے اور جو متاثرین کے زخموں پر مرہم رکھنے کی کوشش کریں، ان کی دلجوئی کریں۔ ہمیں جوڑنے والی واحد چیز اسلام ہے، ہم پنجابی، پٹھان، سندھی، بلوچی، اردو بولنے والے مختلف زبانوں اور ثقافتوں کے لوگ ہیں مگر ایک کلمہ طیبہ کی بنیاد پر ایک قوم بنے ہیں، اس بنیاد کو مضبوط کریں گے تو ہم متحد ہوں گے اور ہمارے درمیان سے نفرتیں بھی ختم ہوں گی اور اسلام کی طرف پیش قدمی کر کے ہم ان ساری مشکلات سے نکل سکتے ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ!

بہرحال باجوڑ میں اس وقت کرفیو لگا ہے، لوگ نقل مکانی پر مجبور ہو گئے ہیں، ہمارے تنظیمی نظم کے تحت بھی معلوم ہو رہا ہے کہ لوگوں کو بہت زیادہ پریشانیوں اور مسائل کا سامنا ہے۔ ہم نے اپنے تنظیمی نظم کو ہدایت جاری کی ہے کہ جہاں تک ہو سکے اپنے بے گھر بھائیوں کی مدد کریں، انہیں رہائش اور کھانا فراہم کریں۔ تنظیم اسلامی کے اپنے نظم کے تحت ہمیں جتنی توفیق ہوئی ان شاء اللہ ہم اپنے بھائیوں کی مدد کریں گے۔ یہ بھی ہمارا امتحان ہے اور روزِ قیامت ہمیں اس کا جواب دینا ہے۔

ایسی تمام آفات کے موقع پر لبرل اور سیکولر لوگ جو دین داروں پر بہت زیادہ حملے کرتے ہیں وہ عام طور پر نظر نہیں آتے، متاثرین کی مدد کے لیے آپ کو یا تو مدارس کے لوگ میدان میں نظر آئیں گے یا مذہبی جماعتوں کے، الخدمت فاؤنڈیشن نظر آئے گی جو کہ جماعت اسلامی کی ہے، اسی طرح اس میدان میں دیندار طبقہ ہی نظر آئے گا، اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ عوام کو چاہیے کہ وہ ان اداروں سے تعاون کریں اور ان میں سے جس پر اعتماد ہو اس کے ذریعے مالی تعاون بھی کریں۔

غزہ کے محصور مسلمانوں کو ختم کرنے کے لیے اسرائیل بھوک اور پیاس کو ہتھیار کے طور پر استعمال کر رہا ہے، صورتحال اس قدر سنگین ہو چکی ہے کہ غیر مسلم قومیں بھی پریشان ہو گئی ہیں اور احتجاجی مظاہرے کر رہی ہیں، مگر افسوس کی بات ہے کہ نہ تو مسلم دنیا کی طرف سے کوئی ردعمل آیا ہے اور نہ مسلم حکمرانوں کی جانب سے کوئی قدم اٹھایا گیا ہے، عوام سے اپیل ہے کہ جہاں تک ہو سکے غزہ کے مظلوم مسلمان بھائیوں، بہنوں اور بچوں کی مالی مدد کریں اور جس ادارے پر آپ کو اعتماد ہے اس کے ذریعے ان تک امداد پہنچانے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سچا اُمتی اور سچا مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

پریس ریلیز 29 اگست 2025ء

مغربی تہذیب مسلمانوں کے بدن سے روحِ محمد ﷺ نکالنے کے شیطانی ایجنڈا پر عمل پیرا ہے۔ توہینِ رسالت ﷺ و مقدسات کے ثابت شدہ مجرموں اور اُن کے سہولت کاروں کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ قادیانیت اور الحاد ایک ہی سکے کے دو رُخ ہیں

شجاع الدین شیخ

مغربی تہذیب مسلمانوں کے بدن سے روحِ محمد ﷺ نکالنے کے شیطانی ایجنڈا پر عمل پیرا ہے۔ توہینِ رسالت ﷺ و مقدسات کے ثابت شدہ مجرموں اور اُن کے سہولت کاروں کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ قادیانیت اور الحاد ایک ہی سکے کے دو رُخ ہیں۔ ان خیالات کا اظہار تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ اگرچہ توہین رسالت ﷺ و مقدسات کی تاریخ بہت پرانی ہے اور حضور ﷺ کے ہاتھوں غلبۂ دین ہو جانے کے بعد عرب اور یورپ کے غیر مسلم مستشرقین نے آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس اور دیگر اسلامی مقدسات پر رکیک حملے شروع کر دیے تھے۔ لیکن دورِ جدید میں سوشل میڈیا کے استعمال کے ذریعے اسلام دشمن قوتوں نے ناپختہ مسلم ذہنوں میں اسلام، قرآن اور صاحبِ قرآن ﷺ کے حوالے سے نہ صرف شکوک و شبہات پیدا کیے بلکہ اپنے شیطانی ایجنڈا کی تکمیل کے لیے توہینِ رسالت ﷺ اور مقدسات کے نت نئے طریقے اپنائے، جن کا سدِ باب کرنا حکومتِ پاکستان، اعلیٰ عدلیہ، مقتدر حلقوں اور علماء کرام سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ اگرچہ مغربی تہذیب نے سیاسی اور معاشی گوشوں میں تو عالمِ اسلام کو پوری طرح مغلوب کر لیا ہے لیکن معاشرتی اور تہذیبی حوالے سے ابھی بھی دلِ مسلم میں قرآن مجید اور نبی اکرم ﷺ سے بے پناہ عقیدت اور محبت موجود ہے۔ حضور ﷺ کی ذاتِ گرامی سے جذباتی لگاؤ اور والہانہ عشق مسلمانوں کا حقیقی اثاثہ ہے جسے ختم کرنے کے لیے مغربی تہذیب ہر طرح کا ابلیسی حربہ استعمال کر رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قادیانیت کا فتنہ بھی انہیں حربوں میں سے ایک ہے اور قادیانیت سے الحاد کو بھی تقویت دی جا رہی ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ جب تک توہینِ رسالت ﷺ اور مقدسات میں ملوث افراد، جن کا جرم ثابت ہو چکا ہے، کو قرار واقعی سزا نہیں دی جاتی، نہ صرف یہ فتنہ بڑھتا جائے گا بلکہ لاکھوں نہیں کروڑوں مسلمان غازی علم دین شہید اور ممتاز قادری شہید کی یاد تازہ کرنے کے لیے تڑپیں گے۔ لہٰذا سوشل میڈیا پر توہینِ رسالت ﷺ و مقدسات کے مرتکب افراد جن پر جرم ثابت ہو چکا ہے اُنہیں بچانے کی کوشش کرنے کی بجائے اُن کو سنائی جانے والی سزا پر عمل درآمد کیا جائے تاکہ قانونی تقاضے بھی پورے ہوں اور پاکستان کے 25 کروڑ مسلمانوں کے جذبات کے ساتھ کھلواڑ کرنے والے بھی اپنے منطقی انجام کو پہنچیں۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

الحاد کے پھیلنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جدید تعلیمی اداروں میں علمائے دین کا کردار اور اثر رسوخ نہ ہونے کے برابر رہ گیا ہے: ڈاکٹر انوار علی

اسلام الحاد سمیت تمام دجالی فتنوں کی سرکوبی کی بھرپور صلاحیت رکھتا ہے لہٰذا ہمیں ڈٹ کر اِن فتنوں کا مقابلہ کرنا چاہیے اور سوشل میڈیا کو بطور ہتھیار استعمال کرنا چاہیے: قیصر احمد راجہ

میزبان: آصف حمید

الحادی فتنوں کا مقابلہ کیسے کریں؟ کے موضوع پر

پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف تجزیہ نگاروں اور دانشوروں کا اظہار خیال

سوال: الحاد کی بحث تو بہت پرانی ہے لیکن حالیہ دور میں یہ بحث دوبارہ زندہ ہورہی ہے، آپ یہ بتائیے کہ الحاد کیا ہے اور کیا اس موضوع پر بات ہونی چاہیے یا نہیں؟

قیصر احمد راجہ: برائی جب کسی معاشرے میں داخل ہوتی ہے تو سنجیدہ لوگ اُس پر بات کرتے ہیں، الحاد تو ایسی برائی ہے کہ اس کی وجہ سے ہماری نسلوں کا ایمان خطرے میں پڑتا جارہا ہے، لہٰذا اس پر کھل کر بات ہونی چاہیے اور اس فتنے کو بے نقاب کرنا چاہیے۔ الحاد کیا ہے؟ اس کی وضاحت آسان بھی ہے اور مشکل بھی ہے کیونکہ اس کی شکلیں بدلتی رہتی ہیں۔ آسان الفاظ میں جو شخص خدا کا انکار کرتا ہے، وہ ملحد ہے لیکن بہت سے ملحد ایسے بھی ہیں جو خدا کو مانتے ہیں۔ جون گرے ملحدین کا ایک بڑا فلاسفر ہے، اس نے 7 قسم کے ملحدین کو بیان کیا ہے۔ میں نے دو طبقے ایسے دیکھے ہیں جو اپنے نظریے کے سوا باقی سب پر بات کرتے ہیں۔ یعنی قادیانی اور ملحدین۔ یہ دونوں اسلام کے خلاف بات کریں گے، عیسائیت کے خلاف کریں گے، دیگر مذاہب پر تنقید کریں گے مگر اپنے نظریات پر کبھی بات نہیں کریں گے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ صرف وہ ٹھیک ہیں، باقی سب غلط ہیں۔

سوال: قادیانیوں کی بنیاد جھوٹ پر کھڑی ہے، وہ مرزا قادیانی کے ساتھیوں کو صحابی کہہ رہے ہیں اور اُن کے ناموں کے ساتھ رضی اللہ عنہ لگاتے ہیں، بالکل وہی معاملہ ملحدین کا بھی ہے ان کی بھی کوئی بنیاد نہیں ہے۔ کیا یہ سچ ہے؟

ڈاکٹر انوار علی: ملحدین اور قادیانی ایک ہی سکے کے دو رُخ ہیں۔ جیسے ملحدین کا ایک گروہ کہتا ہے کہ خدا نہیں ہے، اسی طرح اُن کے بعض گروہ کہتے ہیں کہ کائنات خود وجود میں آئی ہے اور مادے کا سبب خود مادہ ہے۔ جیسا کہ قرآن میں بھی ایک ایسے گروہ کے بارے میں فرمایا:

﴿وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿٢٤﴾﴾ (الجاثیہ)

”وہ کہتے ہیں کہ نہیں ہے (کوئی اور زندگی) سوائے ہماری دنیا کی زندگی کے، ہم خود ہی مرتے ہیں اور خود ہی جیتے ہیں اور ہمیں نہیں ہلاک کرتا مگر زمانہ، حالانکہ ان کے پاس (اس بارے میں) کوئی علم نہیں ہے، وہ تو صرف ظن سے کام لے رہے ہیں۔“

مرتب: محمد رفیق چودھری

یہ دونوں نظریات ایک ہی سکے کے دو رُخ ہیں۔ ایسے لوگوں نے ہمیشہ کوشش کی کہ دنیا اُن کے نظریات کو قبول کرلے مگر ہمیشہ اکثریت میں لوگ کسی نہ کسی مذہب کے پیروکار رہے ہیں جبکہ خدا کا انکار کرنے والے ہمیشہ اقلیت میں ہی رہے ہیں۔ ایک کم تر فہم رکھنے والے شخص کو بھی ایسے بے وقوف لوگ مل جاتے ہیں جو اس کے باطل نظریہ کو مان لیتے ہیں۔ ان کو بھی ان کے حصے کے بیوقوف ملے ہوئے ہیں جو کچھ نہ کچھ الحادی بحث کو جاری رکھتے ہیں۔ موجودہ دور میں اُنہوں نے صرف پینترا بدلا ہے۔ دلیل تو ان کے پاس پہلے بھی نہیں تھی، آج بھی نہیں ہے، یہ لوگ مذہب کو دلیل کی بنیاد پر ہرا نہیں سکتے کیونکہ آج سائنس کی سطح پر بھی تسلیم کیا جارہا ہے کہ اس کائنات کو بنانے والی کوئی ایک ہی عظیم ہستی ہے۔ اس لیے اب ملحدین نے بحث کا رُخ بدلا ہے اور کہتے ہیں کہ خدا کا میری عملی زندگی میں کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ معنوی انداز میں یہ بھی ایک الحادی سوچ ہے۔ اس سوچ کو پروان چڑھانے کا مقصد یہ ہے کہ مذہب کو عملی زندگی سے بے دخل کر دیا جائے۔ ظاہر ہے جب خدا کو درمیان سے نکال دیا جائے گا تو پھر اعمال میں وہ چیزیں بھی شامل ہو جائیں گی جن سے مذہب منع کرتا ہے۔ مادہ پرستی کو اُن لوگوں نے ہتھیار کے طور پر استعمال کرنا شروع کیا ہے۔ موجودہ زمانے کی سوچ کے مطابق ہر شخص کا بڑا مقصد دولت کمانا ہے اور الحادی سوچ کے مطابق دین اس میں بڑی رکاوٹ ہے کیونکہ دین حرام سے منع کرتا ہے۔ یہ چاہتے ہیں کہ دین کو درمیان سے نکال دیا جائے تاکہ انسان جس طرح چاہے دنیا کمائے اور جو جی میں آئے، وہ کرے۔

سوال: قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”آپؐ ان سے پوچھئے کہ یہ زمین اور جو اس میں ہے سب کس کے ہیں؟ اگر تم جانتے ہو (تو بتاؤ)! یہ کہیں گے کہ اللہ ہی کے ہیں! آپؐ کہیے تو کیا تم غور نہیں کرتے؟“ (المومنون:84,85) یعنی دنیا کے ہر مذہب میں خدا کا تصور موجود ہے۔ البتہ ملحدین کا یہ نظریہ کہ ”خدا نہیں ہے“ اپنی موت آپ مر رہا ہے، اس لیے اب انہوں نے پینترا بدلا ہے کہ خدا ہے تو سہی مگر اس کا انسانی زندگی میں کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ اب چونکہ مسلمانوں سمیت بہت سے مذاہب کے ماننے والوں نے اپنی زندگی کو دین اور دنیا میں تقسیم کرلیا ہے کہ مخصوص اوقات میں خدا کی عبادت بھی کرنی ہے، عبادت گاہوں میں بھی جانا ہے مگر باقی اوقات میں دین کو اپنی عملی زندگی سے نکال دیا ہے۔ کیا دین و دنیا کی اس خودساختہ تقسیم اور جدت پسندی سے ملحدین کے اس نظریہ کو تقویت مل سکتی ہے؟

قیصر احمد راجہ: مغرب تو جدت پسندی سے بھی آگے نکل چکا ہے۔ اب دوبارہ وہ مذہب کی طرف آرہا ہے کیونکہ دنیا کا کوئی بھی کلچر مذہب سے الگ نہیں رہ سکتا ہے کہیں نہ کہیں جا کر وہ مذہب سے جڑ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رچرڈ ڈوکنز جیسا بہت بڑا ملحد بھی کہتا ہے کہ میں کلچرل عیسائی ہوں۔ گویا کہ ملحدین کو بھی کلچر سے کچھ نہ کچھ چیزیں جینے کے لیے لینا پڑتی ہیں۔ دنیا میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو کہیں نہ کہیں خدا کو نہ مانتا ہو، فرق صرف یہ ہے کہ کوئی شعوری طور پر اس کا اقرار کرتا ہے اور کوئی لاشعوری طور پر مانتا ہے۔ مثال کے طور پر انسان اپنی جن خواہشات کو پورا نہیں کرسکتا ہے مگر ان کو ختم بھی نہیں کرسکتا تو کہیں نہ کہیں اُس کی درخواست جاری ہوتی ہے۔ لہٰذا لاشعوری طور پر تو سارے ہی مانتے ہیں۔ مغرب کی پبلک پالیسی میں اب مذہب کی واپسی نظر آرہی ہے۔ جیسا کہ ڈونلڈ ٹرمپ نے بھی اشارہ دیا ہے کہ وہ ملحدین کی فنڈنگ بند کردے گا۔ جب فنڈنگ بند ہوگی تو ملحدین کو جدت پسندی سے جو تقویت مل رہی تھی وہ بھی ختم ہوجائے گی۔

سوال: انسان کی سرشت آزادی ہے، آج کل سلوگنز بھی چلائے جا رہے ہیں کہ جیسے چاہو جیو! گویا مذہب سے آزادی اور بغاوت کے لیے لوگوں کو اُبھارا جا رہا ہے۔ کیا ایسے تصورات ملحدین کے ایجنڈے سے تعلق رکھتے ہیں؟

قیصر احمد راجہ: ایک پرانے ٹرینڈ کا اُلٹ ہے۔ یورپ میں دہریت کی جو تحریک چلی تھی اس کے تحت یہ کہا جا رہا تھا کہ آپ کا شعور جس چیز کا مکمل احاطہ نہیں کرسکتا اُس کو چھوڑ دو اور جو چیز شعوری طور پر سمجھ میں آجائے اس کو اپنا لو۔ یعنی ماورائی چیزوں کو بھی شعور کے دائرے میں لانے کی کوشش کرو جو کہ کبھی نہیں آسکتی۔ اس کا نتیجہ الحاد تھا۔ غامدی صاحب بھی اسی فارمولے پر کام کر رہے ہیں۔ اب خالق کا انکار کرنا چونکہ موجودہ دور میں ناممکن ہے اس لیے الحاد کی تحریک نے نئی شکلیں اختیار کرلیں ہیں۔ مثلاً تخلیق کو تو مان لو لیکن خالق کی نہ مانو۔

ڈاکٹر انوار علی: خدا کو ماننا مگر خدا کی نہ ماننا، اس طرزِ عمل کے مختلف پہلوؤں پر اگر غور کیا جائے تو بات دور تک جائے گی۔ اس طرح تو ایک شخص کو پتہ ہی نہیں چلے گا کہ وہ ملحد ہے اور نہ ہی وہ خود کو ملحد کہے گا۔ اس الحاد کے تین پہلو ہیں۔ ایک تو مغرب کی ترقی سے مرعوبیت ہے کہ ہر چیز مغرب کی اپنائی جا رہی ہے۔ دوسری چیز غلامانہ ذہنیت ہے، اس میں وہ لوگ شامل ہیں جن کی نہ تو اپنی کوئی سوچ ہے، نہ کوئی تحقیق ہے اور جاہلانہ سطح پر زندگی گزار رہے ہیں، مرعوبیت میں تو پھر بھی انسان کوئی فیصلہ کرسکتا ہے مگر غلامانہ ذہنیت میں تو اپنی سوچ ہی کوئی نہیں ہوتی۔ تیسری چیز بغاوت ہے۔ مثال کے طور پر ہم سوشل میڈیا استعمال کرتے ہیں، اس پر فحاشی اور بے حیائی پر مبنی مواد بھی آرہا ہوتا ہے جس کو دیکھنے سے ہمارا دین منع کرتا ہے مگر کتنے فیصد لوگ ہوں گے جو اس وجہ سے دیکھنا چھوڑ دیتے ہوں گے؟ اب تو یہ کلچر بن گیا ہے اور جن چیزوں کو پہلے بے حیائی سمجھا جاتا تھا اب عام سی چیز ہوگئی ہے حالانکہ یہ دین سے بغاوت ہے۔ اسی طرح پردے کی بات ہے، عورت کا گھر میں رہنا اور بلاضرورت باہر نہ جانا دینی تقاضوں میں سے ہے لیکن آج اس بات کو نہیں مانا جا رہا ہے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو الحاد بڑھ رہا ہے۔

> **ملحدین دلیل کی بنیاد پر مذہب کو ہرا نہیں سکتے کیونکہ آج سائنس کی سطح پر بھی تسلیم کیا جا رہا ہے کہ اس کائنات کو بنانے والی کوئی ایک ہی عظیم ہستی ہے۔**

سوال: گویا اب الحاد اپنا سفر طے کرتا ہوا اس نکتہ پر پہنچ گیا ہے کہ خدا تو ہے مگر اس کا انسان کی عملی زندگی میں کوئی دخل نہیں ہے؟

قیصر احمد راجہ: الحاد کا مقدمہ سائنسی، فلسفیانہ اور فکری بنیادوں پر ثابت کرنا بہت مشکل ہے۔ مثال کے طور پر اسلام میں انسانی حقوق طے شدہ ہیں، بچوں کے حقوق ہیں، پڑوسیوں کے حقوق ہیں، یتیموں، بیواؤں، بڑوں، غرض تمام انسانوں کے حقوق متعین ہیں۔ اس کے برعکس الحاد کے پاس انسانی حقوق کا کونسا ماڈل ہے؟ اسی طرح اسلام سیاسی، معاشی اور سماجی نظام دیتا ہے، الحاد کے پاس کیا ہے؟ سوائے خدا کے انکار کے کچھ بھی نہیں ہے۔ اس وجہ سے الحاد ہمیشہ شکست کھا جاتا ہے۔ اس لیے اب انہوں نے حل یہ نکالا ہے کہ لوگوں کو مذہب سے دور کر دیا جائے۔

سوال: ملحدین کا یہ نیا ایجنڈا کتنا کامیاب ہو رہا ہے اور اگر ہو رہا ہے تو کن وجوہات کی بناء پر کامیاب ہو رہا ہے؟

ڈاکٹر انوار علی: اس کی کئی وجوہات ہیں۔ ایک تو پروپیگنڈا اور مارکیٹنگ ہے، ذہن سازی ہے۔ اس کے لیے انہوں نے مختلف اصطلاحات وضع کرلی ہیں۔ مثلاً ایک اصطلاح مذہبی جنونیت ہے۔ ہر کام دین کے مطابق کرنا دین کا تقاضا ہے مگر ملحدین اس کو مذہبی جنونیت قرار دیتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ جو بھی دین پر عمل پیرا ہوگا وہ اُن کے مطابق مذہبی جنونیت کا شکار ہے، یہ پروپیگنڈا کر کے وہ نوجوانوں کی ذہن سازی کرتے ہیں۔ اس میں میڈیا کا بہت بڑا اور گھناؤنا کردار ہے، ہمارے تعلیمی اداروں کے ذریعے بھی اسی طرح کی ذہن سازی کی جا رہی ہے۔ اس کے لیے وہ ہمارے تعلیمی اداروں میں اپنے تربیت یافتہ لوگ داخل کرتے ہیں۔ ڈراموں اور فلموں کے ذریعے بھی ذہن سازی کی جا رہی ہے۔ دوسری بڑی وجہ علماء سو ہیں۔ جنہوں نے لوگوں کو دین سے متنفر کیا، چاہے دہشت گردی ہو، فرقہ واریت ہو، توہم پرستی ہو یا جہالت پر مبنی بیانیہ ہو، ان سب چیزوں نے بھی لوگوں کو دین سے دور کیا ہے۔ تیسری بڑی وجہ آج کی زبان و اسلوب میں، آج کی ذہنیت اور اپروچ کو مدنظر رکھتے ہوئے اس لیول کی دعوت کا فقدان ہے۔ صدیوں تک علماء کا شاندار کردار رہا ہے مگر آج کے دور میں جدید ذہن کو متاثر کرنے والی دعوت نظر نہیں آتی۔ اس کی ایک بنیادی وجہ یہ بھی ہے کہ جدید تعلیمی اداروں میں علمائے دین کا کردار اور اثر رسوخ نہ ہونے کے برابر رہ گیا ہے۔ ایسے لوگ چاہئیں جو دنیا کے اس رُخ اور مسائل کو سمجھتے ہوں اور وہ ٹھوس علمی بنیادوں پر جدید اذہان کو خطاب کرسکیں۔

سوال: رینڈ کارپوریشن نے مسلمانوں کو چار حصوں میں تقسیم کر کے ان کے لیے الگ الگ اہداف مقرر کیے۔ اس لحاظ سے غیر ملکی اداروں کا بے دینی اور الحاد پھیلانے میں کتنا کردار ہے؟

قیصر احمد راجہ: مغرب میں الحاد کی جتنی بھی تنقید تھی، وہ عیسائی مذہب پر تھی کیونکہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا سے زندہ اُٹھا لیے گئے تو پیچھے نہ عیسائی مذہب کی بنیاد پر کوئی سیاسی نظام تھا، نہ معاشی نظام تھا، نہ معاشرتی نظام تھا۔ صرف ایک چرچ بنا دیا گیا اور اس کے پادری وہی لوگ تھے جو بت پرست روم کے دور میں بھی پادری تھے۔ یہاں تک کہ سپریم پادری کے ٹائٹل میں آج بھی سپریم پونف کا لفظ آتا ہے۔ گویا اسی رومن ماڈل پر ہی عیسائیت کا لیبل لگا دیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے ارتقاء سے اختلاف بھی کیا اور ڈاروان کے نظریہ ارتقاء کو مان بھی لیا۔ نظریہ ضرورت کے تحت وہ سب کرتے رہتے ہیں۔ ہم جنس

پرستی کے خلاف بھی ہیں اور آج وہاں پر ہم جنس پرست پادری بھی ہیں۔ان حالات میں عیسائیت پر تنقید کا موقع ملحدین کو مل گیا۔ جبکہ اس کے برعکس اسلام کا اپنا ایک مکمل معاشی، سیاسی اور معاشرتی نظام ہے، جب حضور ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے تو اسلامی ریاست اور حکومت موجود تھی ،فوج اور ادارے موجود تھے۔ دفاعی نظام اور مستحکم مارکیٹ موجود تھی۔ اس لیے اسلام پر تنقید کرنا ملحدین کے لیے بلا جواز ہے کیونکہ اسلام نے تو زندگی کے ہر معاملے میں رہنمائی دی ہے لہٰذا ان کو چاہیے کہ اسلام پر تنقید کرنے سے پہلے ایک بار اسے مکمل طور پر پڑھیں اور سمجھیں۔

تاہم ایک مسئلہ ہمارے ہاں یہ ہے کہ فتنے جس قدر تیزی سے پھیل رہے ہیں ہمارے دینی نصاب کی اس تناسب سے تجدید نہیں ہوئی۔ ہمیں اپنے دینی نصاب کو جدید دور کے مسائل اور چیلنجز کو مدنظر رکھتے ہوئے از سرنو ترتیب دینا چاہیے تاکہ ہم فتنوں کا سدباب کر سکیں۔

ڈاکٹر انوار علی: علامہ اقبال نے کہا تھا۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

ہم سے ایک غلطی یہ ہوگئی کہ ہم نے قرآن کو ہدایت کا اصل ذریعہ بنانے کی بجائے اپنے اپنے مسالک اور مکاتب کے افکار و نظریات پر زیادہ زور رکھا۔اس وجہ سے بھی ہم کافی پیچھے رہ گئے۔اس وقت سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم قرآن کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط بنائیں اور اس سے رہنمائی اور ہدایت حاصل کرنے کی کوشش کریں کیونکہ قرآن روز قیامت تک کے لیے ہدایت ہے اور ہر دور کے تقاضوں کے مطابق اس میں رہنمائی موجود ہے۔

سوال: بڑھتے ہوئے الحادی فتنوں سے ایک مسلمان اپنے آپ کو کیسے بچائے؟ خاص طور پر والدین کو کیا کرنا چاہیے کہ وہ اپنی اولاد کو اس فتنہ سے بچا سکیں؟

قیصر احمد راجہ: سادہ سی بات ہے کہ الحاد کے نقصانات سے آگاہ کریں، اس کی کمزوریوں اور اس کے نقائص بیان کریں۔ ہم نے اس کے لیے کچھ کورسز تیار کیے ہیں۔ ان کورسز کے ذریعے آپ اس فتنہ کے نقائص اور کمزوریوں سے اس حد تک واقف ہو جائیں گے کہ ان کا مقابلہ بھی کر سکیں گے اور ان کو جواب بھی دے سکیں گے۔ یہ کورسز والدین کے لیے بھی ہیں، بچوں کے لیے بھی ہیں۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ آسٹریلیا اور امریکہ سے آکر لوگ یہ کورس کر رہے ہیں۔اس کے علاوہ سائنس بمقابلہ الحاد کے عنوان سے بھی ہماری ایک سیریز آرہی ہے۔ میں اس بات کے سخت خلاف ہوں کہ ایسے فتنوں کا مقابلہ کرنے کی بجائے ہم پیچھے ہٹ جائیں۔ ہمیں اسلام پر فخر کرنا چاہیے کہ اس میں پورا نظام زندگی ہے جبکہ الحاد کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ ہمارے لائیو سٹریم میں لوگ آتے ہیں اور کلمہ پڑھتے ہیں، کئی لوگ جو اسلام چھوڑ گئے تھے وہ دوبارہ مسلمان ہوئے۔ لہٰذا ہم کسی صورت پیچھے نہیں ہٹیں گے بلکہ ڈٹ کر ان فتنوں کا مقابلہ کریں گے۔

ڈاکٹر انوار علی: لوگ الجھن کا شکار تب ہوتے ہیں جب تحقیق نہیں کرتے یا سوالات نہیں اُٹھاتے۔ ہمارا دین اسلام ایک مکمل دین ہے اور آخری الہامی کتاب قرآن کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے اُٹھایا ہے، اس کا مطلب ہے کہ یہ روز قیامت تک کے لیے تمام تر تقاضوں سے ہم آہنگ ہے۔ اس میں آج کے جدید فتنوں سے بھی نمٹنے کی بھرپور صلاحیت ہے۔ جبکہ دوسری طرف الحاد کے پاس نہ کوئی نظام ہے اور نہ ہی اخلاقیات ہے، وہ سب مل کر صرف شک ڈال رہے ہیں۔

سوال: علمائے حقانی ایک تو میڈیا پر بہت کم آتے ہیں اور پھر نوجوانوں کو آج کے مسائل اور چیلنجز کے مطابق ایڈریس بھی نہیں کیا جا رہا ہے، ان کو مسائل کا کوئی حل بھی نہیں دیا جا رہا۔ مثال کے طور پر مخلوط نظام تعلیم میں لڑکا اور لڑکی ایک ساتھ پڑھتے ہیں، ان کے لیے علیحدگی کا نظام ہی نہیں ہے تو ان کی شخصیت اور کردار اُسی ماحول کے مطابق پروان چڑھے گا۔ حل کیا ہے؟

ڈاکٹر انوار علی: درحقیقت یہ فتنوں کا دور ہے اور فتنوں کے دور میں اصل آزمائش یہی ہوتی ہے کہ حق کو کہاں اور کیسے تلاش کیا جائے، باطل کو تو تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ حق کو تلاش کرنے کے لیے محنت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے لیے دین کو سیکھنا، سمجھنا اور پھر اُس پر عمل کرنا پڑے گا۔ صرف سوشل میڈیا پر بیٹھ کر مذہبی بحثیں سننے سے بات نہیں بنے گی بلکہ اس کے لیے قرآن کو خود پڑھنا، سمجھنا اور اس پر عمل کرنا پڑے گا تب ایمان کا نور آپ کے اندر پیدا ہوگا۔ ایک بندہ نماز بھی نہیں پڑھتا تو اس کو ہدایت کیسے ملے گی۔ اسی وجہ سے اکثر الجھن کا شکار لوگ بے نمازی پائے جاتے ہیں۔

سوال: ہم کہتے ہیں کہ الحاد کو پروموٹ کرنے میں سوشل میڈیا کا بڑا ہاتھ ہے۔ کیا یہی سوشل میڈیا اسلام کو پروموٹ کرنے کے لیے استعمال نہیں ہوسکتا؟

قیصر احمد راجہ: اس کے برعکس میں سمجھتا ہوں کہ سوشل میڈیا کے ذریعے اسلام زیادہ پھیلا ہے۔ اس سے پہلے میڈیا کنٹرولڈ تھا۔ مثال کے طور پر بی بی سی جیسے ادارے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہی زہر اُگلتے تھے جبکہ مغربی دنیا کو بڑا نیک بنا کر پیش کرتے تھے۔ لیکن سوشل میڈیا آنے کے بعد صورتحال تبدیل ہوگئی۔ اب آپ دیکھ سکتے ہیں کہ اہل غزہ کے حق میں اور اسرائیلی مظالم کے خلاف پوری دنیا میں مظاہرے ہو رہے ہیں، بڑی تعداد میں نوجوان مسلمان ہو رہے ہیں، کیونکہ انہوں نے تحقیق کی اور خود اس بات کو سمجھا کہ حق کہاں ہے اور ظلم کہاں ہے۔ برطانیہ میں مسلمانوں کی تعداد اس وقت 2 لاکھ سے تجاوز کر گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ادارتی سطح پر تھنک ٹینک بنا کر اس کام کو مزید بہتر کیا جاسکتا ہے۔

ڈاکٹر انوار علی: رسول اللہ ﷺ کی مبارک زندگی سے ہمیں یہ اصول ملتا ہے کہ دین کی دعوت کے لیے ہر جائز ذریعہ استعمال کیا جاسکتا ہے۔ سوشل میڈیا میں خطرات تو بہت ہیں، ہر آدمی میں اتنی صلاحیت نہیں ہوتی کہ وہ خود پر کنٹرول رکھ سکے۔ لیکن اگر تقویٰ کو اختیار کرلیں تو اسی سوشل میڈیا کو آپ فتنوں کے خلاف ہتھیار کے طور پر استعمال کر سکتے ہیں۔ یہی سوشل میڈیا ہے جس کی وجہ سے اسلام کا پیغام اس لیول پر پہنچا ہے۔ مثال کے طور پر ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی تقاریر سوشل میڈیا کے ذریعے ہی عام آدمی تک پہنچ رہی ہیں اور دین کا ایک جامع تصور لوگوں تک پہنچ رہا ہے۔ اسی طرح اس کام کو مزید بہتر بنایا جاسکتا ہے اگر ہم منظم منصوبہ بندی کے ذریعے محنت کریں۔

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

پروگرام کے شرکاء کا تعارف

1۔ قیصر احمد راجہ: معروف دانشور اور معلم
2۔ ڈاکٹر انوار علی: تنظیم اسلامی کے سینئر رفیق، معلم اور محقق
میزبان: آصف حمید: مرکزی ناظم شعبہ سمع و بصر اور سوشل میڈیا تنظیم اسلامی پاکستان

زکوٰۃ ...... اسلام کا تیسرا بنیادی رکن

مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت، تنظیم اسلامی

زکوٰۃ کا لغوی مفہوم ہے : پاک ہونا اور بڑھنا (Growth)۔ شرعاً اصطلاح میں زکوٰۃ کا مفہوم ہے: ''وہ مال جو حدِ نصاب کو پہنچ جائے، اس کے ایک مقررہ حصہ کا کسی کو مالک بنا دینا۔''

زکوٰۃ ایک ایسی مالی عبادت ہے جو تمام انبیاء کرام ؊ کی شریعتوں کا لازمی جز رہی ہے۔ جسمانی امراض وعوارض کی طرح انسان کو روحانی اور اخلاقی امراض بھی لاحق ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک بہت نمایاں اخلاقی بیماری مال کی محبت کا غلبہ اور اس میں بے پناہ اضافہ کی خواہش ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلۡهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ۝١ حَتّٰى زُرۡتُمُ الۡمَقَابِرَ ۝٢﴾

(التکاثر) ''تمہیں غافل کیے رکھا ہے، بہتات کی طلب نے! یہاں تک کہ تم قبروں کو پہنچ جاتے ہو۔''

مال کی محبت کے غلبے کی وجہ سے انسان کے دل میں تکبر، حرص، بخل، ہوس اور خود غرضی جیسی حقیر صفات پیدا ہو جاتی ہیں۔ عربی میں مال کو مال کہتے ہی اس وجہ سے ہیں کہ انسان کا دل اس کی طرف بہت جلد مائل ہو جاتا ہے۔ اس اخلاقی مرض کے ازالے کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے زکوٰۃ کی مالی عبادت فرض کی ہے۔ چنانچہ اللہ جل شانہٗ فرماتے ہیں:

﴿خُذۡ مِنۡ اَمۡوَالِهِمۡ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمۡ وَتُزَكِّيۡهِمۡ بِهَا﴾ (التوبہ:103) ''ان کے اموال میں سے صدقات قبول فرمائیے اس (صدقے) کے ذریعے سے آپؐ انہیں پاک کریں گے اور ان کا تزکیہ کریں گے۔''

اسلام ہمیں مال کمانے اور ضرورت کی حد تک خرچ کرنے اور جمع کرنے سے منع نہیں کرتا۔ قرآن مجید نے اُس مال کی مذمت فرمائی ہے جس میں سے زکوٰۃ ادا نہ کی جائے۔ سورہ توبہ کی آیات 34، 35 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے تو آپؐ اُن کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیں۔ جس دن اس (سونے چاندی) کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا، پھر اس سے ان کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا (کہا جائے گا): یہ وہی ہے جو تم نے اپنے لیے جمع کر رکھا تھا، پس اب چکھو اس جمع کیے ہوئے مال کا مزہ۔''

علامہ راغب اصفہانیؒ نے کنز کے معنی بیان کیے ہیں: ''مال کو اوپر تلے رکھنا۔ مال جمع کر کے اس کی حفاظت کرنا۔''

حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت (وَالَّذِیۡنَ یَکۡنِزُوۡنَ) نازل ہوئی تو مسلمانوں پر یہ آیت بہت شاق گزری۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا چلو میں تمہارے لیے اس معاملے کو کشادہ کراتا ہوں۔ پھر انہوں نے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ اللہ کے نبی ﷺ آپ کے اصحابؓ پر یہ آیت بہت شاق گزر رہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ صرف اس لیے فرض کی ہے تاکہ تمہارا باقی مال پاکیزہ ہو جائے اور وراثت فرض کی ہے تاکہ مال تمہارے بعد والوں کے لیے ہو۔'' (سنن ابی داؤد)

حضرت ام سلمہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے سونے کی پازیب پہنی تھی، میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! کیا یہ ''کنز'' ہے؟ (ایسا مال جس پر آگ عذاب کی وعید ہے) آپ ﷺ نے فرمایا جو مال زکوٰۃ کی حد تک پہنچ گیا اور اس کی زکوٰۃ ادا کر دی گئی، وہ ''کنز'' نہیں ہے۔ (سنن ابی داؤد)

یہاں دو باتیں مزید یاد رکھنے کے قابل ہیں پہلی بات تو یہ کہ حلال کمائی ہی میں سے زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد مال پاکیزہ ہوگا۔ حرام کمائی سے نکالی گئی زکوٰۃ نہ تو قبول ہوگی نہ ہی بقایا مال پاکیزہ ہو سکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ حلال کمائی سے زکوٰۃ نکالنے سے بقایا مال تو پاک ہو جائے گا مگر اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ اب اس مال کو ہم جہاں چاہیں خرچ کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میدانِ حشر میں آدم کے بیٹے کے قدم ہل نہیں پائیں گے، جب تک اس سے پانچ سوالوں کے جواب نہ پوچھ لیے جائیں۔ ان میں سے ایک سوال یہ بھی ہوگا کہ مال کیسے کمایا اور کہاں خرچ کیا۔'' (رواہ الترمذی)

حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جب زکوٰۃ کا مال کسی مال میں مخلوط (Mixed) ہوگا تو وہ اسے ہلاک کر دے گا۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

اس کی دو صورتیں ممکن ہیں: ایک تو یہ کہ وہ مال کسی نہ کسی وجہ سے ضائع ہو جائے، دوسرا یہ کہ اس مال سے برکت اُٹھ جائے۔ زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کے لیے قرآن وحدیث میں بڑی شدید وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔

سورۃ آلِ عمران آیت 180 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''جو لوگ اللہ کے دیئے ہوئے فضل میں سے بخل کرتے ہیں، وہ ہرگز یہ نہ سمجھیں کہ یہ اُن کے لیے بہتر ہے، بلکہ یہ اُن کے لیے بُرا ہے۔ وہ مال جس میں وہ بخل کرتے ہیں، قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق (پھندا) بن جائے گا۔ اور آسمانوں اور زمین کا وارث اللہ ہی ہے، اور اللہ تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دیتا، قیامت کے دن وہ اس کی گردن میں ایک (زہریلے) سانپ کی صورت میں طوق بنا کر لپیٹا جائے گا''، پھر آپ ﷺ نے اللہ عزوجل کی کتاب سے ہم پر اس کے مصداق کی آیت (سورۃ آلِ عمران آیت 180) کی تلاوت فرمائی۔'' (سنن ترمذی)

کچھ لوگ صدقہ وخیرات کرتے رہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ زکوٰۃ کا حق ادا ہو گیا۔ حالانکہ زکوٰۃ فرض ہے اور اس کا معاملہ بہت نازک ہے۔ صاحب نصاب ہونے کی صورت میں ہر سال ایک مقررہ وقت پر اپنے پورے مال، جائیداد اور زیورات کی مالیت کا اس وقت کے مارکیٹ ریٹ کے مطابق حساب کر کے ½ 2 فیصد زکوٰۃ ضرور نکالنی چاہیے۔

پس اگر ہم صاحب نصاب ہیں تو ہمیں چاہیے کہ زکوٰۃ کے معاملہ میں تساہل نہ برتیں اور وقت پر لازماً زکوٰۃ ادا کرنے کا اہتمام کریں۔ علاوہ ازیں اہل علم کے پاس جائیں اور ان سے زکوٰۃ کے تفصیلی مسائل سیکھیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں مال کے لالچ اور بخل سے محفوظ فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

❀❀❀

مغرب میں حیاتِ نو!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

دنیا افراتفری کی لپیٹ میں ہے۔ اب تو افراتفری مچانے والی قوتیں خود بھی گھبرا اٹھی ہیں، کیونکہ دنیا ہلا ماری گئی اور جاگ اٹھی ہے! جس رب کی خدائی کا انکار کیا اور اپنی تہذیب (اصلاً بدتہذیبی) کی بنیاد مغرب نے اس انکار پر اٹھائی، اب اس کے عوام الناس نے گویا سر کی آنکھوں سے حقائق دیکھ لیے، پرکھ لیے۔ ایک طرف یہ زمینی خدائی کے دعوے دار تمام تر قوت صرف کر کے بھی ناکامی کا منہ دیکھ رہے ہیں۔ 'لڑا دے ممولے کو شہباز سے!' اس کا آغاز ممولوں نے ایٹمی قوت اور خونخوار اسرائیل (یعنی اس کے باپ امریکہ) کو 7 اکتوبر کو للکار کر کیا۔ بظاہر غزہ ملبے کا ڈھیر بن چکا۔ مگر حقائق پسِ پردہ کچھ اور مناظر بھی دکھا رہے ہیں۔ اسرائیلی اپوزیشن لیڈر یائر لاپید نے چینل 12 کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا 'غزہ میں جنگ کا خاتمہ اسرائیل کے مفاد میں ہے۔ یہ جنگ 'اسرائیلی افغانستان' میں بدل چکی ہے۔ امریکی فوج شکست کھا کر افغانستان سے بھاگ گئی تھی۔ ہم نہیں چاہتے کہ اسرائیل کا یہی انجام ہو۔ اسرائیلی حکومت فلسطینی مزاحمت کو شکست دینے میں کامیاب نہیں ہو رہی'۔ چینل 13 نے بھی اس کی تصدیق کرتے ہوئے اعتراف کیا کہ دو سال بعد بھی حماس کے ہزاروں کارکن موجود ہیں، اور جنگ روکنے کا مطالبہ کیا۔ عبرانی چینل کا انکشاف ہے کہ اسرائیلی فوج خوفزدگی کی انتہا پر ہے۔ لڑکھڑاہٹ، مجاہدین کی ہیبت سے لرزتے دل۔ فوجی اپنے کمانڈروں کے سامنے روئے کہ ہمیں بغیر بکتر بند جیپوں کے غزہ کے اندر نہ بھیجو!

دم تو اُن کا یوں بھی نکل رہا ہے کہ وہاں سے حماس نے اپیل کی کہ جمعہ، ہفتہ، اتوار کو غزہ کا دن بنا دو۔ پوری دنیا حتیٰ کہ کوریا، افریقہ سے بھی جواب آیا، یورپ، امریکہ، آسٹریلیا کے علاوہ۔ جمعہ مسلمانوں کے لیے تھا۔ پاکستان تو (امریکہ کی ہمنوائی سے شاید) بھاری موسمیاتی بحرانی تھپیڑوں کی زد میں ہے۔ عین وہی خوفناک 'فلیش فلڈ'، ان میں بہتے گھر، بڑے پتھر، لکڑیاں، درخت، جو ٹیکساس میں 9 جولائی کو دم بخود ہم نے دیکھے، اب جون کے اواخر سے شروع ہو کر آٹھواں راؤنڈ خلیج بنگال سے روانہ ہو کر پھر پاکستان پر برسنے کو تلا کھڑا ہے۔ اللہ ہم پر رحم کر دے۔ توبہ کی توفیق اور مغفرت سے نوازے۔ (آمین)

مسلم ممالک میں صرف ملائشیا کی خبر آئی ہے۔ باقی تمام خبریں حیران کن یوں ہیں کہ بالخصوص آسٹریلیا میں غزہ کو بچانے کی تحریک نہایت متاثر کن ہے۔ 40 مظاہرے ملک بھر میں! جنگ بندی، فوری مدد کی حقیقی فراہمی کا مطالبہ اور اسرائیل کے خلاف دیدنی غم وغصہ۔ 3 لاکھ افراد نے ان مظاہروں میں شرکت کی۔ بڑے شہروں خصوصاً برسبین، ملبورن، سڈنی، پرتھ میں مظاہرے بے انتہا بڑے تھے۔ گویا یہ اُن کا اپنا مسئلہ تھا۔ اگر جمہوریت یعنی عوام کی آزادانہ رائے کی حکمرانی ہے تو آیئے جمہوری دنیا میں فلسطین پر ریفرنڈم دیکھ لیجیے۔ اسی میں امریکہ اور اسرائیل کے خلاف اظہارِ نفرت کے مظاہر پوری مغربی دنیا میں بے پناہ ہیں خصوصاً گزشتہ 2 سالوں میں فلسطین کے مسئلے پر۔ یوں تو گزشتہ دو سالوں میں امریکہ، یورپ کے سبھی باخبر باشعور لوگوں نے آواز اٹھائی ہے۔ مگر اب تو تسلسل ایسا ہے کہ ان گوروں کی کایا پلٹ چکی ہے۔ وہ جو اپنے والدین کو نہیں پہچانتے، وہ اولڈ ہومز میں اولاد کی دید کو سسکتے ہیں۔ انہی کی بے مروتی پر 'مدرز ڈے'، اور 'فادرز ڈے' بنایا گیا کہ سال میں ایک بار تو مل لو۔ مگر پھر بھی وقت، پیسہ بچانے کو گلدستہ اور کیک، تحفہ بھیجنے پر اکتفا کرتے کہ وہ سستا پڑتا تھا! ڈگریاں، نوکریاں، پیسہ جان سے زیادہ عزیز تھا۔ مگر غزہ نے ایسا سحر پھونکا کہ قم باذن اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم کو ان کی آمد سے پہلے مردنی سے زندگی کی طرف لوٹا دیا۔ کلام اللہ کی حقانیت پر دلیل دیکھیے: 'تم لوگوں میں اہلِ ایمان پر سب سے زیادہ عداوت میں سخت پاؤ گے یہود اور مشرکین کو، اور ایمان لانے والوں کے لیے دوستی میں قریب تر ان لوگوں کو پاؤ گے جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں۔ یہ اس لیے کہ ان میں عبادت گزار عالم اور تارک الدنیا فقیر پائے جاتے ہیں، اور ان میں غرورِ نفس نہیں ہے۔' (المائدۃ:82)

غزہ کے شہر کی ایسی تکریم اور ننھے بچوں کی شہادتوں کا ایسا غم انہوں نے پالا کہ اپنی تعلیم، اپنا پیسہ، قیمتی ویک اینڈ جھونک دیئے۔ ڈگریاں، قید و بند، پولیس کا تشدد سبھی کچھ سہہ گزرے۔ شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے! شہید کا خون بہہ کر ضائع نہیں ہوتا وہ قوم کی رگوں میں اتر کر اُسے نئی زندگی، قوت عطا کرتا اور اٹھا کھڑا کرتا ہے۔ یوں غزہ والوں کا خون 'او نیگیٹو' ہے! یہ خون کی وہ ٹائپ ہے جسے یونیورسل کہا جاتا ہے۔ یعنی یہ دنیا کے ہر انسان کے خون سے میل کھاتا اور کسی کو بھی دیا جا سکتا ہے۔ سو یہ خون اہلِ مغرب نے بڑھ کر اپنی رگوں میں اتارا اور نئی زندگی پا گئے۔ حق پہچان لیا۔ اب تڑپ تڑپ کر اپنی حکومتوں، اپنے نظامِ تعلیم، سیاست اور میڈیا کو برا بھلا کہتے ہیں کہ انہوں نے مسلمانوں کو کریہہ بنا کر پیش کیا۔ نیدرلینڈ میں وزیر خارجہ نے اسرائیل پر پابندیاں عائد کرنے سے حکومتی پہلو تہی، انکار پر احتجاج کرتے ہوئے استعفیٰ دے دیا۔ اس کے بعد 4 مزید وزراء اور نائب وزیراعظم نے استعفیٰ دے کر باضمیر ہونے کا ثبوت دیا۔ سیاسی کیریئر کو لات ماردی! معروف ایکٹر مارک روفیلو تڑپ تڑپ کر سبھی کو پکارتا ہے۔ یورپ کچھ کرو (غزہ میں قحط کے لیے!) برطانیہ، جرمنی کچھ کرو۔ غزہ کو بھوکا نہ مرنے دو...... یہ آسمانی قحط نہیں، انسانی جرم ہے۔ سرحد کے ایک طرف پوری دنیا کی خوراک ہے۔ اور دوسری طرف کچھ بھی نہیں۔ یہ پاگل پن ہے۔ کچھ تو کرو!

آئرلینڈ میں خوبصورت فلسطینی جھنڈے کے رنگوں میں نہایت طویل دری بنائی گئی جو خوبصورت چوکھٹوں پر مبنی ہے غزہ کے شہید بچوں کی نمائندگی کرتے ہوئے۔ مغرب میں (بالخصوص خواتین) سب سے گہرا اثر بچوں کی شہادتوں، یتیمی، زخموں اور بھوک سے بلکنے کا ہوا ہے۔ تڑپ اُٹھے ہیں۔ صہیونیوں سے شدید نفرت اس درندگی پر ان کے دلوں میں جاگزیں ہے۔ عورت کی ممتا مغرب نے کچل کر اسے کھلونا بنا کر چودہ، پندرہ سال کی عمروں میں ایپسٹین سکینڈل نوعیت کی گندگیوں میں رگیدا تھا۔ اب مغربی عورت نے غزہ کی بچوں میں گھری قربانیاں دیتی مقدس عورت کو ماں کی عظمت پر ایستادہ دیکھا تو فدا ہو گئی! کتنی بے شمار گوریوں نے آنسوؤں کے دریا ان ماؤں بچوں کے لیے بہاتے ہوئے ٹک ٹاک بنائیں، اپ لوڈ کیں! ان کے آنسو اسرائیل، امریکہ کو ڈبو دیں گے! سویڈن، ڈنمارک جو کل تک یہودیوں، سیاست دانوں کی اکساہٹوں، سازشوں سے شعائر اسلام کی اہانت کے مرتکب تھے، آج ان کے چھوٹے چھوٹے بچے کفیہ پہنے فلسطینی جھنڈے لہراتے جلوس میں شامل ہیں۔ مردے زندہ ہو گئے۔ یہ حیران کن واقعات بے شمار ہیں۔ دو سالوں میں غزہ نے بے بہا قربانیوں سے نئی دنیا بنا دی

ہے! اور ہم مسلمان جنہیں کلمہ طیبہ نے زندگی اور روشنی عطا کی تھی، مردہ ضمیر، پتھرائی آنکھوں سے بے حس و حرکت فلسطینیوں کا قتلِ عام دیکھ رہے ہیں۔ اپنی دنیا پر آنچ آنے کے خوف سے بات کرتے بھی ڈرتے ہیں۔ ملک میں عذاب نما سیلاب کی خبریں دینے سے پہلے چینل ناچتی تھرکتی میکڈونلڈ کے چٹخارے دکھاتی ہے اور کھلکھلاتی خاتون: ’کھانے میں کیا بنا رہی ہو‘ پوچھتی ہے، غموں کے دریا میں ڈبکی دینے سے پہلے!

اُدھر ٹیکساس، امریکہ میں غم و غصے سے مظاہرین نے اسرائیلی سفارت خانے کو گھیر رکھا ہے۔ برسلز (بلجیم) میں بوڑھے، جوان پوری شدت سے اسرائیلی جنگ کے خلاف پولیس سے لڑ رہے ہیں۔ زخمی ہو رہے ہیں ہمارے لیے! کہ تم بیٹھو پاکستان آئیڈل میں، آڈیشن دو خوبصورت ترین گلوکارہ کے انتخاب کے لیے (جیو کی فخریہ پیش کش) تمہارے غزاوی بھائیوں بچوں کے لیے ہم لڑ لیں گے۔ تم تو ہم وطنوں کے سیلابوں میں ڈوبنے کے باوجود موج میلا، عیش مستی میں کھوئے ہو! امریکی نمائندگان (اسرائیل نواز) کی خبر خود امریکی بری طرح لے رہے ہیں۔ کانگریس ممبران ایلس اور ویسلی بیل کی تقاریر پر انہیں بولنے نہ دیا۔ اسرائیل نوازی اور ان سے پیسہ کھانے پر تنقید، نعرہ زنی کی! امریکی صدر وینس اور وزیر دفاع ریسٹورنٹ آئے یونین سٹیشن پر تو امریکیوں نے لعنت ملامت کی بوچھاڑ کر دی۔ اٹلی، سوئٹزرلینڈ، نیروبی، فرینکفرٹ، کوپن ہیگن مناظر لائق دید۔ غزہ پر قیامت نہیں گویا ان مغربیوں کے دلوں، سینوں پر ٹوٹ رہی ہے۔ اللہ اکبر! ہم اپنے ایمان کی خیر منائیں۔ کوپن ہیگن میں تو کمال یہ ہوا کہ 100 بہت بھاری بھرکم انسانی حقوق، ہمدردی کی تنظیموں نے ’جنگ ختم کرو‘ پر مظاہرہ کیا۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل، آکسفیم، گرین پیس جیسی اور سیاسی جماعتوں، آرٹسٹ، بڑی نمایاں شخصیات، ڈنمارک پارلیمنٹ کے باہر، خاندان، کم عمر بچوں کے ساتھ! آزادیٔ فلسطین کے نعرے گونجتے رہے۔ ادھر اسرائیل نے ناصر ہسپتال پر حملہ کر کے مزید 4 صحافی بشمول خاتون صحافی مریم ابودقہ اور ڈرائیور سمیت 15 شہداء کو عازمِ جنت کر دیا۔ جنگی جرائم میں مزید اضافہ! اللہ رحم فرمائے۔ ہم پر مون سون کا آٹھواں راؤنڈ خلیج بنگال سے چڑھ اٹھنے کی اطلاعات ہیں۔ اللہ پاکستان کو سلامتی اور ایمان سے نوازے۔ (آمین)

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(21 تا 26 اگست 2025ء)

جمعرات 21 اگست: مرکزی اسرہ کے اجلاس کی آن لائن صدارت کی۔

جمعۃ المبارک 22 اگست: خطابِ جمعہ (تقریر) مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی میں ارشاد فرمایا۔ ’’متفقہ ترجمہ وقرآنی نصاب‘‘ کے حوالہ سے چند اہل علم سے رابطہ رہا۔

ہفتہ 23 اگست: بعد نمازِ عشاء حلقہ کراچی جنوبی کے زیرِ اہتمام ’’اتحادِ اُمّت اور پاکستان کی سالمیت‘‘ کے موضوع پر مسجد طیبہ، زمان ٹاؤن کورنگی کراچی میں عوامی خطاب کیا۔

اتوار 24 اگست: دن میں حلقہ کراچی شرقی کے زیرِ اہتمام ’’اتحادِ اُمّت اور پاکستان کی سالمیت‘‘ کے موضوع پر مسجد جامع القرآن گلشن معمار کراچی میں خطاب کیا۔ بعد نمازِ عشاء اس موضوع پر حلقہ کراچی شمالی کے زیرِ اہتمام شمیم گارڈن، یاسین آباد کراچی میں خطاب کیا۔

منگل 26 اگست: ’’متفقہ ترجمہ وقرآنی نصاب‘‘ کے حوالہ سے چند احباب سے رابطہ اور دی علم فاؤنڈیشن کے ٹرسٹیز سے تفصیلی گفتگو رہی۔

معمول کی سرگرمیاں: نائب امیر صاحب سے مستقل آن لائن رابطہ رہا اور دیگر تنظیمی امور انجام دیے۔ نصاب قرآنی کے حوالہ سے بھی ذمہ داریاں انجام دیں۔

گوشہ انسدادِ سود

وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال اور ان کے جوابات

(گزشتہ سے پیوستہ)

سوال 9: قرآن حکیم میں ’’رأس المال‘‘ کی اصطلاح کن معنوں میں استعمال ہوئی ہے؟ یہ ایک حقیقت ہے کہ افراطِ زر کے ماحول میں کرنسی کی قدر میں کمی کا رجحان ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی سے کرنسی کی صورت میں ایک مخصوص رقم ادھار لے کر کافی عرصے کے بعد اتنی ہی رقم واپس کرتا ہے تو قرض خواہ افراطِ زر کے منفی اثرات سے محفوظ نہیں رہ پائے گا۔ اگر وہ قرض دار سے یہ تقاضا کرے کہ اسے کرنسی کی قدر میں کمی کے سبب پہنچنے والے نقصان کی تلافی کے لیے زیادہ رقم ادا کی جائے تو کیا اس قسم کا مطالبہ ربا کے ذیل میں شمار ہوگا؟

جواب: ’’رأس المال‘‘ ایک مخصوص اصطلاح ہے۔ یہ قرآنی اصطلاح معاملۂ قرض کے اصل زر کو ظاہر کرتی ہے، قطع نظر اس کے کہ قرض کی رقم صرفی مقاصد کے لیے دی گئی ہے یا پیداواری مقاصد کے لیے۔ یہ اصطلاح رقم کی نفسی قدر (intrinsic value) کے لیے کبھی بھی استعمال نہیں ہوتی، کہ اس سے کسی بھی صورت میں قرضوں کی انڈیکسیشن کا جواز نکالا جا سکے۔

(جاری ہے)

بحوالہ: ’’انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال‘‘ از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 1223 دن گزر چکے!

نئی نسل کی بے راہ روی: اسباب وعلاج

ڈاکٹر مبشرہ فردوس

انسان فطرتاً امن پسند واقع ہوا ہے اور اپنی ذات، مذہب، مال ومتاع اور اپنی نسلوں کا تحفظ چاہتا ہے۔ ہر قوم کا اپنی خواتین اور لڑکیوں کی عصمت وعفت کی حفاظت کے تئیں حساس ہونا بھی فطری امر ہے۔ موجودہ حالات میں مسلم لڑکیوں کے حوالے سے سامنے آنے والی خبروں نے ہر مسلمان کو ہی بے چین کر رکھا ہے، ہر شخص فکر مند نظر آتا ہے، شر پسند افراد اپنے بیانات کے ذریعہ لوگوں کو مزید بے چین کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ’’اور یہ لوگ تم سے جنگ کرتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ لوٹا دیں تمہیں اپنے دین سے، اگر وہ ایسا کر سکتے ہوں۔ اور (سن لو) جو کوئی بھی تم میں سے اپنے دین سے پھر گیا اور اسی حالت میں اُس کی موت آگئی کہ وہ کافر ہی تھا تو یہ وہ لوگ ہوں گے جن کے تمام اعمال دنیا اور آخرت میں اکارت جائیں گے اور وہ ہوں گے جہنم والے، وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے۔‘‘ (البقرۃ:217)

موجودہ حالات میں باطل اپنی پورے زور کے ساتھ مسلمانوں کو خوف زدہ کرنے کے لیے کمر بستہ ہے، وہ جانتا ہے کہ مسلمان دیگر قوموں کے مقابلے میں اس حوالے سے بہت حساس ہے، اس نفسیاتی حملہ کی وجہ سے اُس کے مذموم مقاصد کارگر ہوجائیں۔ ان مقاصد کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔

نا انصافی پر مبنی نظام

نا انصافی پر مبنی کسی بھی نظام کا تقاضا ہے کہ اُس کی رعایا نااہل اور غیر تعلیم یافتہ ہو، اور مکمل غلامی اُس کا شعار ہو۔ کیونکہ عوامی شعور کو پروان چڑھانا ظلم اور نا انصافی پر مبنی نظام کے لیے سم قاتل ہے۔ بیدار قومیں نہ باطل کی سازش سے بے خبر رہتی ہیں، نہ ہی اپنی صفوں کو درست کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت کرتی ہیں۔

اسلامی احکام سے لاعلمی

حقیقی رہبر اپنی نسلوں کو بے حیائی سے بچانے کی کوشش میں رہتے ہیں، جبکہ سیکولر حکمران اور میڈیا ہماری نوجوان نسل کو برائی پر اُکسا رہے ہیں، قرآن کریم میں رب العالمین کا فرمان ہے: ﴿اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ط﴾ (العنکبوت:45) ’’یقیناً نماز روکتی ہے بے حیائی سے اور برے کاموں سے۔‘‘

گویا مسلمانوں کی بنیادی عبادت ہی بے حیائی کے خاتمے کی صفت رکھتی ہے۔ بنیادی طور پر ہمیں ہر قسم کی بے حیائی سے بچانے کی فکر کرنی چاہیے، ہم کسی بھی نامحرم سے تعلقات بنانے کو گناہ سمجھتے ہیں۔

نوعمری کا زمانہ ’’جنسی دباؤ کا دور‘‘ کہلاتا ہے، نوجوان اس دور میں تمیز کھودیتے ہیں۔ جس طرح ایک رینگنے والا بچہ رینگتے ہوئے ہر چیز منہ میں ڈال کر چکھنا چاہتا ہے اور والدین اس کو روکتے ہیں، بچہ کبھی کبھی جھنجھلاہٹ کا شکار بھی ہوتا ہے، کیونکہ ایک طرف بچے کی بھوک، دوسری طرف تجربہ کرنے کی تڑپ اینگزائٹی بڑھادیتی ہے۔

کیا اس مثال میں والدین کی خیر خواہی واضح نہیں ہے؟ والدین نرمی سے بچے کو یہ سمجھانے میں کامیاب ہوجاتے ہیں، اُسے اپنی جبلت پر کنٹرول سکھادیتے ہیں۔ اسی طرح نوعمری میں بھی والدین اور بچوں کے درمیان بہت ہی حکمت پر مبنی میکانزم بنانے کی کوشش کریں مضبوط اور پُراعتماد تعلق ہی اس میکانزم کو ترتیب دے سکتا ہے، اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے اور یہ نظام بھی فطرت کے عین مطابق ہے اس لیے بہت ہی معقولیت کے ساتھ سمجھایا جائے تو بچہ اُسے لازماً قبول کرتا ہے اور اگر قبول نہ بھی کرے تو کم از کم اُس کی سوچ کو ایک نیا زاویہ مل جاتا ہے۔ اور اُسے ایک ذمہ دار انسان بناتا ہے۔ اُسے سکھانے کے لیے بچوں اور والدین میں اعتماد کا ماحول چاہیے۔ خوف پیدا کرنا اور عدم اعتماد کا ماحول پیدا کرنا انھیں اپنے مذہبی نظام سے متنفر بنادیتا ہے، جو باطل قوتوں کا مقصد ہے۔

گھر کا ماحول اسلامی بنائیں

موجودہ حالات میں نوعمر بچے سوشل میڈیا پر آئے دن صنفی تفریق کی بحث پڑھتے، دیکھتے اور سنتے ہیں۔ اُن کا کچا ذہن ہر بات پر دیر تک سوچتا ہے، مشاہدہ کرتا ہے، پرکھتا ہے۔ وہ اپنے مشاہدے میں اپنے والدین کے درمیان کے تعلقات کا مشاہدہ کرتے ہیں، سماج کا مشاہدہ کرتے ہیں، اور سماج میں بالخصوص مسلم سماج میں بھی وہ ظلم ونا انصافی کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے اور بچے کے درمیان کا احترام لمحہ بھر کے لیے بھی کمزور نہ پڑنے دیں۔ مائیں خود کو قطعاً مظلوم اور شوہر کو ظالم ظاہر نہ کریں، کبھی کبھی خواتین اس معاملے میں زیادتی کا شکار بھی ہوجاتی ہیں، بعض معاملات میں وہ واقعی مظلوم ہوتی ہیں۔ لیکن زیرک والدین اس کی تپش سے بچوں کو محفوظ رکھتے ہیں۔ اس سلسلے میں ماؤں کو بڑی حکمت سے کام لینے کی ضرورت ہوتی ہے۔

رشتوں میں تاخیر

ہمارے معاشرے میں لڑکوں اور لڑکیوں کی بے راہ روی میں ایک وجہ نوجوانوں کی بروقت شادی نہ کرنا ہے۔ حالانکہ اسلام کا حکم ہے ’’جب بیٹا یا بیٹی بالغ ہوجائے تو فوراً اس کی شادی کا بندوبست کرو۔‘‘ آج کل تعلیم کے چکروں میں بچیوں کی عمریں آگے نکل جاتی ہیں۔ ہمیں اس معاشرے کو اسلامی اقدار سے متعارف کرانے کی سعی کو مزید تیز کرنا ہوگا۔

اس معاملے میں جہاں معاشرے کا کردار نامناسب ہے وہیں خاندان کا بھی بڑا قصور ہے۔ کیونکہ یہاں مسابقتی امتحان کی، فیشن کی اور آزادی کی تعلیم تو ہے، اپنے فیصلے خود کرنے کا احساس بھی ایک بالغ لڑکی کو ہے، مگر اسے اسلام کی صحیح تعلیمات سے آگاہی نہیں ہے۔ خدا خوفی اور خدا کے سامنے جوابدہی کا احساس اس کے اندر پیدا نہیں کیا گیا۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا کسی ذاتی مفاد کے حصول کے لیے اگر آسانی سے اسلام پر عمل کیا جاسکتا ہو تو کرلیا اور اگر اسلام پر عمل کرنا مشکل ہو تو اسلامی احکام کو پس پشت ڈال دینا درست ہے؟

حرمت کا خاتمہ

محرم رشتوں کا احترام اور غیر محرم رشتوں سے دوری کا جو تصور ہمیں اسلام سورۂ نور میں دیتا ہے، وہ مسلمان خاندانوں سے اب رخصت ہو رہا ہے۔ بیشتر گھروں میں بلا تامل چچازاد، پھوپھی زاد، تایازاد بھائیوں کا آنا جانا، ان سے کھلے ڈلے تعلقات کے حوالے سے کوئی قباحت اکثر مسلم لڑکیوں میں اب سرے سے نہیں رہی۔ لڑکیوں کے ساتھ ساتھ لڑکوں میں بھی اپنی نظریں نیچی رکھنے اور نامحرم لڑکیوں سے دوری بنانے کی تعلیمات گھروں میں نہیں دی جاتیں۔ جب کسی چیز کی قباحت ہی دل سے ختم ہوجائے تو فحاشی کے راستے بہت آسان ہوجاتے ہیں۔ مغربی دنیا اور دیگر مذاہب کے آزاد تصورات نے مادر پدر آزادی کا جو تصور دیا ہے، اس کی سنگینیوں کا احساس کچھ وقت گزرنے کے بعد ہوتا ہے۔

بچوں میں احساسِ ذمہ داری پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اُنھیں بچپن سے ہی اپنا احترام کرنا سکھائیں، یہ احساس دلانا بے حد ضروری ہے کہ کسی کے سامنے جذباتی طور پر ایکسپوز ہونا اپنی خودی کی ارزانی ہے۔ نگاہیں جھکانے کے حکم میں یہ بھی ایک حکمت ہے کہ جذباتی کمزوری کا پردہ رہ جاتا ہے، انسان کسی کے سامنے مجروح ہونے سے بچ جاتا ہے۔

سکول، کالج اور یونیورسٹی میں لڑکوں، لڑکیوں کا ایک دوسرے سے اتنی مرعوبیت رکھنا کہ قریب ہونے کی کوشش کی جائے، ایک دوسرے کو بغیر کسی رشتے کے دوست سمجھ لینا، یہ سب احساس کمتری میں شمار ہوتا ہے۔ لڑکوں اور لڑکیوں کا اختلاط تو زہرِ قاتل ہے۔

اللہ نے تو ہر دو کو نظریں نیچے رکھنے کا حکم دیا ہے، مضبوط بنیاد پر یکساں حقوق اور جذبات کے ساتھ رشتے کی ہمواری کے لیے بزرگوں کی شمولیت اور نکاح کا نظام ترتیب دیا ہے۔ یاد رہے کہ مرد ہو یا عورت، جو بھی اپنی کمزوری پر قابو رکھتے ہیں، جسے نفس پر کنٹرول کہا جاتا ہے، اُن کا اعتماد اُن کی شخصیت میں بحال رہتا ہے۔

والدین میں اظہارِ محبت کی کمی

اس میں دو رائے نہیں کہ والدین اپنے بچوں سے بے پناہ محبت کرتے ہیں، لیکن اس میں بھی کوئی دو رائے نہیں کہ ہمارے معاشرے میں والدین اور بچوں کے درمیان اظہارِ محبت کا بڑا فقدان پایا جاتا ہے۔ ایک خاتون سے کاؤنسلنگ کے دوران جب وہ اپنی بیٹی سے بات بات پر جھگڑے کی شکایت کر رہی تھی، پوچھا گیا کہ آپ اپنی بیٹی کو Hug / معانقہ کرتی یا گلے لگاتی ہیں؟ بیٹی سے پوچھا کہ اپنی ماں سے گلے لگے کتنا عرصہ ہوا ہے؟ تو کہنے لگی بچپن میں امی کی گود میں سر رکھتی تھی۔ یہ بتاتے ہوئے رونے لگی کہ کاش! میری امی مجھے کبھی گلے لگائیں، اُن کے کاندھے پر سر رکھ کر سوری کہہ سکوں، یہ میری خواہش ہی رہی۔

جذباتی طور پر گھروں کی یہ بے رنگی دراصل ان بچیوں کو کسی اجنبی کے جملوں پر فریفتہ کرتی ہیں۔ اسی طرح والد کی محبت اور شفقت سے بچیاں گھروں میں محروم رہتی ہیں۔ پیارے نبی ﷺ سفر سے لوٹتے تو سب سے پہلے حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے جاتے۔ اپنی بیٹی کے سر پر ہاتھ رکھتے۔ پیشانی پر بوسہ دیتے۔ اپنے نواسوں سے کھیلتے، حتیٰ کہ پیارے نبی ﷺ کے پاس وقت نزع بھی بی بی فاطمہ آئیں تو پیارے نبی ﷺ نے خود سے قریب کیا، پیشانی پر بوسہ دیا۔ والد کا بیٹی سے محبت بھرا تعلق والد کی عزت کے پاس و لحاظ کا احساس اجاگر رکھتا ہے، اعتماد بخشتا ہے۔ مشاہدے میں یہ بات آئی ہے کہ اکثر لڑکیاں اپنے والد کی جلاد صفتی سے اتنی خائف رہتی ہیں کہ کسی تنگ کرنے والے اجنبی سے صرف اس لیے دوستی بنا لیتی ہیں کہ اگر گھر میں شکایت کی تو والد اور بھائی تعلیم چھڑوا دیں گے، اور اس طرح وہ برائی پر آمادہ ہو جاتی ہیں۔

سوشل میڈیا پر رابطے کی سہولت

سوشل میڈیا پر روابط کی سہولت نے تعلقات کی راہ کو مزید آسان بنا دیا ہے۔ یہاں ہر فریق کو سوائے خدا خوفی اور آخرت کی جوابدہی کے کسی قسم کی نگرانی، سختی اور پابندی نہیں بچا سکتی۔ اور ان ہی اوصاف کا پیدا کرنا بہترین حل ہے۔ کسی سے طویل گفتگو، کسی کے جذبات سے کھیلنا، وقت گزاری کرنا، رجھانے کے لیے لڑکیوں کا اپنی ڈی پی میں اپنی ذات کا اظہار کرنا، یہ ساری کوششیں انسان کے باطن میں رذالت پیدا کر دیتی ہیں۔ سوشل میڈیا پر جنس مخالف سے کھلی اور چھپی گفتگو، اللہ کے سامنے جوابدہی اور خدا ہر جگہ دیکھ رہا ہے کی فکر سے بے نیاز ہونے کی علامت ہے۔ یہاں حضرت لقمان علیہ السلام کی وہ نصیحت زیادہ کھلتی ہے کہ ''اے میرے بیٹے! اگر کوئی عمل رائی کے دانے کے برابر ہو (تو بھی اسے معمولی نہ سمجھنا، وہ عمل) کسی پتھر میں ہو یا آسمانوں میں ہو یا پھر زمین کے اندر (زمین کی تہہ میں چھپا ہوا ہو) اللہ تبارک وتعالیٰ اُسے ظاہر فرمائیں گے، بے شک اللہ تعالیٰ بڑا باریک بین و باخبر ہے۔''

کھلے چھپے میں برائی کو برائی سمجھنے کا تصور ہی کسی فرد کو بچا سکتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ باطل قوتوں کی کھلی اور چھپی ہر سازش کا جواب اپنی نسلوں کی تربیت کا نظام ہے۔ تربیت کا نظام انفرادی اور اجتماعی کوششوں کے نتیجے میں انجام پاتا ہے۔ انفرادی کوشش کے طور پر ہم اپنے خاندانوں میں اسلامی اقدار اور احکام خداوندی کا شعور پروان چڑھائیں۔ نہ صرف یہ کہ ہم اپنے گھر کو بچانے کی فکر کریں، بلکہ سماج کے تحفظ کے لیے بھی اقدام کریں، ہماری انفرادی کوشش اور گھر کی تربیت ہمیں سماج اور معاشرے سے بے نیاز نہ کر دے، کیونکہ جب آگ باہر بھی لگی ہو تو ہماری دہلیز کب تک محفوظ رہے گی؟ اس لیے ہم تماشائی بننے سے اللہ کی پناہ چاہیں! ❁❁❁

ختم المرسلین، رحمۃ للعالمین، محمد مصطفیٰ ﷺ کی سیرتِ مطہرہ پر

ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ
داعی رجوع الی القرآن
بانی تنظیم اسلامی کی جملہ کتب

سیرت النبی ﷺ سیریز

کے عنوان سے تین ضخیم جلدوں میں

سیرت النبی ﷺ اور ہماری زندگی
(رسولِ اکرم ﷺ اور ہم)

سیرت النبی ﷺ اور فلسفۂ انقلاب
(منہج انقلاب نبوی ﷺ)

خطباتِ سیرت النبی ﷺ
(سیرتِ خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام)

صفحات: 1100 ❁ معیاری کاغذ ❁ عمدہ طباعت
❁ دیدہ زیب ٹائٹل ❁ مضبوط جلد

ماہ ربیع الاوّل میں مکمل سیٹ
~~2500~~ روپے کے بجائے صرف 1250 روپے

فری ہوم ڈیلیوری کے ساتھ

مکتبہ خُدّام القرآن
K-36، ماڈل ٹاؤن، لاہور: فون: (042)35869501-3
واٹس ایپ نمبر: 0301-111-5348
maktaba@tanzeem.org

اخبارِ اسلام

غزہ، اصل صورتحال کیا ہے؟ (بشکریہ فرینڈز آف فلسطین)

- اسرائیلی جارحیت کے نتیجے میں غزہ کی پٹی میں شہداء اور زخمیوں کے حوالے سے وزارتِ صحت کی جاری کردہ تازہ رپورٹ سے معلوم ہوا ہے کہ 7 اکتوبر 2023ء سے اب تک اسرائیلی جارحیت میں شہداء کی تعداد بڑھ کر 62744 اور زخمیوں کی تعداد 158259 ہوچکی ہے۔ 18 مارچ 2025ء سے آج تک شہداء کی تعداد 10900 اور زخمیوں کی تعداد 46218 ریکارڈ کی گئی ہے۔ شہداء لقمہ عیش کی مجموعی تعداد بڑھ کر 2123 اور زخمیوں کی تعداد 15615 سے زائد ہوگئی ہے۔ بھوک اور غذائی قلت سے ہونے والی مجموعی اموات کی تعداد 300 تک پہنچ گئی ہے، جن میں 117 بچے شامل ہیں۔ خان یونس کے ناصر میڈیکل کمپلیکس پر بمباری کے دوران چار مزید صحافی حسام المفوٹو جرنلسٹ، رائٹرز محمد سلامہ، فوٹو جرنلسٹ، الجزیرہ، مریم ابودقہ صحافی، انڈیپینڈنٹ عربیہ و اے پی، معاذ ابوطہ رپورٹر، این بی سی کی شہادتوں کے بعد صحافیوں کی شہادتوں کی تعداد 244 ہوگئی ہے۔
- کتائب القسام نے دعویٰ کیا ہے کہ اُن کے 10 جانباز مجاہدین نے جنوبی غزہ میں قابض فوج کی ایک چوکی پر حملہ کر کے دشمن کو بڑا نقصان پہنچایا ہے اور حي الزیتون میں گھسنے والی قابض افواج کا کامیابی سے مقابلہ کیا۔ اس کے علاوہ غزہ کے شمالی علاقے جبالیا البلد میں قابض صہیونی فوجیوں اور ان کی بکتر بند گاڑیوں کو نشانہ بنایا گیا ہے۔ جبکہ سرایا القدس نے دعویٰ کیا ہے کہ اُن کے مجاہدین نے غلافِ غزہ کی دو صہیونی بستیاں، بئیری اور شواکیدہ پر میزائل داغے ہیں۔ اسرائیلی ذرائع کے مطابق رفح میں مسلح مجاہدین نے ''کفیر بریگیڈز'' کے فوجی مرکز پر حملہ کیا، جس کے بعد زخمی اہلکاروں کو فوجی ہیلی کاپٹروں کے ذریعے منتقل کیا گیا، جبکہ حماس کے جوانوں نے اس کارروائی کے دوران اسرائیلی فوجیوں کو گرفتار کرنے کا دعویٰ بھی کیا ہے۔
- تل ابیب میں یہودی دینی مدارس کے طلبہ کو فوج میں لازمی سروس کے لیے بھرتی کے خلاف احتجاج کے دوران مظاہرین نے اہم سڑکیں بند کر دیں۔ مظاہرین کو منتشر کرنے کے لیے پولیس نے پرتشدد طریقے اختیار کیے۔
- اسرائیلی اخبار یدیعوت آحرونوت کے مطابق ایک اسرائیلی کرنل نے اپنی قیادت پر عدم اعتماد کی وجہ سے غزہ شہر کی سرنگوں میں جنگ کی قیادت کرنے سے انکار کرتے ہوئے یہلوم یونٹ کی کمان چھوڑ دی۔ کرنل نے بتایا کہ ''رائے عامہ سے کھیل کر ہم نے اپنی بنیادی اقدار کھودیں اور اس کی بھاری قیمت چکائی۔''
- مسجدِ اقصیٰ کو نذرِ آتش کیے جانے کی 56ویں برسی پر حماس نے کہا ہے کہ غاصب صہیونی ریاست کو مسجدِ اقصیٰ کے کسی حصے پر بھی نہ سیادت حاصل ہے نہ کوئی شرعی یا قانونی حق۔ القدس اور مسجدِ اقصیٰ ہمیشہ ہماری قوم اور اُمت کی وحدت کا مرکز اور دشمن کے ساتھ تصادم کا محور رہیں گے۔ حماس نے عالمی برادری سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ صہیونی قبضے پر دباؤ ڈالے تاکہ غزہ کی گزرگاہیں کھولی جائیں، نسل کشی اور بھوک پر مبنی جنگی جرائم کو فوری طور پر روکا جائے۔ صرف مذمتی بیانات اب کافی نہیں رہے، جب کہ صہیونی فوج کھلے عام انسانیت کے خلاف سنگین جرائم کر رہی ہے۔

مسلم دنیا سے متعلق دیگر ممالک کی اہم خبریں

- **ملائیشیا: نماز جمعہ چھوڑنا قابل سزا جرم قرار:** ریاست ترنگانو میں مسلمان مردوں کے لیے جمعہ کی نماز چھوڑنا قابل سزا جرم قرار دے دیا گیا ہے۔ حکام کے مطابق بغیر ''جائز وجہ'' کے نماز جمعہ چھوڑنے پر دو سال قید، 3 ہزار رنگٹ (تقریبا 2 لاکھ روپے پاکستانی) جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں۔ نئے قانون کے مطابق ایک بار بھی نماز جمعہ چھوڑنا اب جرم تصور کیا جائے گا۔ پہلے صرف تین جمعے مسلسل چھوڑنے پر سزا دی جاتی تھی۔
- **ترکیہ: ترک خاتون اول کا میلانیا ٹرمپ کو خط:** خاتون اول امینہ اردگان نے امریکی خاتون اول میلانیا ٹرمپ کو خط لکھ کر بتایا ہے کہ اسرائیلی درندگی کا شکار غزہ بچوں کا قبرستان بن چکا ہے اس لیے غزہ کے بچوں کے لیے آواز اٹھائی جائے۔
- **آذربائیجان: صدر نے ٹرمپ کے لیے نوبل انعام کی حمایت کردی:** صدر الہام علیف نے ایک خصوصی انٹرویو میں کہا ہے کہ ڈونلڈ ٹرمپ واقعی نوبل امن انعام کے مستحق ہیں۔
- **امریکہ: شام پر عائد پابندیوں کے خاتمے کا نوٹیفکیشن جاری:** محکمہ خزانہ کے حتمی طور پر جاری کیے گئے حکم میں کہا گیا ہے کہ شام پر عائد پابندیاں ختم کی جارہی ہیں۔ واضح رہے کہ یہ حکم نامہ صدر ٹرمپ کے جاری کردہ اس حکم کا تسلسل ہے جس میں اُنہوں نے شام کے خلاف لگائی گئی پابندیوں کو ختم کرنے کا کہا تھا۔
- **ایران: امریکہ کی فرمانبرداری نہیں کریں گے: خامنہ ای:** سپریم لیڈر آیت اللہ علی خامنہ ای نے امریکی دباؤ کو مسترد کرتے ہوئے کہا ہے کہ امریکہ چاہتا ہے کہ ایران اُس کی فرمانبرداری کرے مگر ایسا نہیں ہوگا۔ دھمکیوں میں امریکا سے بات چیت نہیں ہوسکتی وہ لوگ جو ہمیں امریکا کے ساتھ براہ راست مذاکرات کی دھمکیاں دیتے ہیں، وہ حقیقت سے ناواقف ہیں۔ ایران کے دشمنوں کو فوجی حملوں میں شکست اور ایرانی قوم، سرکاری عہدیداروں اور مسلح افواج کی مزاحمت اور اتحاد سے احساس ہوگیا ہے کہ نہ تو عوام اور نہ ہی اسلامی جمہوریہ کو جنگ یا تابعداری کے لیے دباؤ کے ذریعے محکوم بنایا جاسکتا ہے۔
- **مصر: 2 ہزار سال پرانے شہر کے کھنڈرات دریافت:** خلیج ابوقیر کے علاقے میں ساحلی شہر سکندریہ سے 2 ہزار سال پرانے شہر کے کھنڈرات دریافت ہوئے ہیں جو ممکنہ طور پر قدیم کینوپس شہر کے باقیات ہوسکتے ہیں جو یونانی بطلیما خاندان کے دور میں اہم کاروباری مرکز تھا۔
- **سکاٹ لینڈ: مسجد پر حملے کی منصوبہ بندی کرنے والے نوجوان کو 10 سال قید:** سکاٹ لینڈ میں مسجد پر دہشت گرد حملے کی منصوبہ بندی کرنے والے 17 سالہ نوجوان کو 10 سال قید کی سزا سنادی گئی۔ ہائی کورٹ گلاسگو میں سماعت کے دوران جج لارڈ آرتھرسن نے ریمارکس دیئے کہ ملزم نے انتہائی شیطانی منصوبہ تیار کیا تھا۔ عدالت نے 10 سال قید کے بعد 8 سال تک نگرانی میں رکھنے کا بھی حکم دیا۔ واضح رہے کہ پولیس نے جنوری میں ملزم کو انورکلائیڈ مسلم سینٹر کے باہر گرفتار کیا تھا اور اُس کے پاس سے جرمن ساختہ ایئر پستول، گولیاں، کارتوس اور ایروسول کین برآمد ہوئیں۔ گرفتاری سے قبل ملزم نے امام مسجد کو یہ باور کرایا تھا کہ وہ اسلام قبول کرنا چاہتا ہے اور امام کو اعتماد میں لینے کا مقصد مسجد تک رسائی حاصل کرنا تھا۔

تحقیق: خالد نجیب خان (معاون مرکزی شعبہ نشر و اشاعت)

حلقہ کراچی جنوبی کے تحت میں توسیع دعوت پروگرام

تنظیم اسلامی حلقہ کراچی جنوبی کے زیرِ اہتمام ایک موثر اور بامقصد توسیع دعوتی پروگرام سیکٹر 33-ای، کورنگی، کراچی میں منعقد ہوا۔ اس پروگرام کی میزبانی تنظیم کورنگی وسطی نے کی، جنھوں نے بہترین انتظامات کے ذریعے اپنے دعوتی جذبے کا بھرپور اظہار کیا۔ خطابِ عام کی اطلاع کے لیے بینرز اور ہینڈ بلز پہلے ہی تقسیم کیے جاچکے تھے۔ تنظیم کورنگی وسطی کے رفقاء سہ پہر 3:00 بجے مقررہ مقام پر پہنچ گئے اور تمام ضروری انتظامات منظم طریقے سے مکمل کیے۔ شام 4:00 بجے حلقہ کراچی جنوبی کی تین مقامی تنظیمیں (کورنگی شرقی، کورنگی غربی اور لانڈھی) معاونت کے لیے پہنچیں۔ شام کو تمام شرکاء کا باہمی تعارف ہوا۔

شام 5:00 بجے تنظیم کورنگی وسطی کے ناظم تربیت، محترم سلیم خان نے ''دعوت الی اللہ کی اہمیت، فضیلت اور آداب'' پر بصیرت افروز گفتگو فرمائی۔ انہوں نے قرآن مجید کی مختلف آیات اور نبی کریم ﷺ کی سنت کی روشنی میں واضح کیا کہ دعوتِ دین ہر مسلمان کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ اس کے بعد تمام رفقاء کو دعوتی سرگرمی کے لیے ٹیموں میں تقسیم کیا گیا اور نمازِ عصر باجماعت ادا کی گئی۔ نمازِ عصر سے پہلے اور بعد میں ٹیموں نے سیکٹر 33-ای کے مختلف حصوں میں جاکر پیغامِ دعوت پہنچایا۔ تمام ٹیمیں نمازِ مغرب سے تقریباً تیس منٹ قبل واپس لوٹ آئیں اور اپنی دعوتی سرگرمیوں کا مختصر جائزہ پیش کیا۔

نمازِ مغرب کی ادائیگی کے بعد تنظیم اسلامی حلقہ کراچی جنوبی کے امیر، ڈاکٹر محمد الیاس نے ''اتحادِ اُمت اور پاکستان کی سالمیت'' پر نہایت مؤثر اور بصیرت افروز خطاب کیا۔ درس کے بعد امتِ مسلمہ، ملک وملت اور فلسطین وکشمیر کے مظلوم مسلمانوں کی کامیابی کے لیے اجتماعی دعا کی گئی۔ شرکاء کو مقامی تنظیم کا پتہ اور ان کے علاقے میں ہونے والے ماہانہ دروس کے اوقات اور دنوں سے بھی آگاہ کیا گیا۔ پروگرام کے دوران تنظیم اسلامی اور انجمن خدام القرآن کی کتب پر مشتمل ایک مکتبہ بھی قائم کیا گیا، جس میں تمام کتب 50 فی صد رعایت کے ساتھ پیش کی گئیں جن سے اہلِ علاقہ نے بڑی دلچسپی سے استفادہ کیا۔ اس پروگرام میں تنظیم کے 100 رفقاء اور 90 احباب نے شرکت کی۔

یہ پروگرام رفقائے تنظیم کے باہمی تعاون، اخلاص اور دعوتی شعور کا ایک عکس تھا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری کوششوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ہمیں دعوتِ دین کا حقیقی فہم عطا فرمائے۔ (رپورٹ: ڈاکٹر اسرار علی، مقامی امیر تنظیم کورنگی وسطی)

امیر حلقہ ملاکنڈ کا دورہ دیر بالا

امیر حلقہ ملاکنڈ محترم ممتاز بخت، راقم الحروف اور ناظم دعوت وتربیت سمیت 29 جولائی کو دیر بالا کے دورے پر روانہ ہوئے تو دوپہر کو یہ مختصر قافلہ واڑی پہنچ گیا۔ محترم فرید اللہ بھائی کھانا کھلانے کے بعد ہمیں ایک مسجد میں لے گئے جہاں دوسرے رفقاء بھی منتظر تھے۔ یہاں کے رفقاء کے ساتھ دعوتی گفتگو ہوئی۔ مقامی امیر محترم عنایت اللہ اور سینئر رفیق صاحبزادہ بھی موجود تھے۔ یہاں سے گندیگار روانہ ہوئے۔ مقامی مسجد میں تھوڑا آرام کیا۔ نمازِ عصر کے بعد راقم نے وہاں ''دینِ اسلام اور اس کے مطالبے'' پر 40 منٹ گفتگو کی۔ بعد میں ناظم دعوت وتربیت نے تمام رفقاء کے ساتھ دعوتی گفتگو کی۔ رفقاء کی حاضری قابل قدر تھی۔ خصوصاً بیوڑ کے امیر محترم خالد اپنے تمام رفقاء سمیت تشریف لائے تھے۔

یہاں سے ایک دور افتادہ علاقہ پیتاؤ باندہ کا رخ کیا۔ وہاں امیر حلقہ کے کچھ دیرینہ شاگردوں نے پروگرام بنایا تھا۔ ان کے ساتھ بہت مفید نشست ہوئی اور تنظیم کا تعارف اُن کے سامنے رکھا گیا۔ رات اُدھر ہی قیام کیا۔ صبح 9 بجے دیر میں مقامی تنظیم کے رفقاء کے ساتھ دعوتی وتربیتی گفتگو ہوئی۔ یہاں سے محترم سعید اللہ کے ہاں چلے گئے اور وہاں راقم الحروف نے ''زندگی کی حقیقت'' پر مختصر گفتگو کی اور واضح کیا کہ یہ دنیا امتحان گاہ ہے اور اس امتحان کا نصاب دنیا میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے دین پر عمل کرنا ہے۔ لیکن افسوس کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہمارا دین کا تصور محدود اور مسخ ہوگیا اور صرف نماز وروزے سے بڑھ کر کچھ اخلاقیات تک محدود ہوگیا، دین ایک مکمل نظامِ حیات ہے اور اُخروی کامیابی کے لیے دین پر کلی عمل کرنا ضروری ہے۔

واپسی پر گاؤں عمرالی بابوکلی میں محترم صاحبزادہ نے اپنے علاقہ کی مقامی مسجد میں ایک نشست کا اہتمام کیا تھا۔ محترم محمد نعیم نے ''عبادتِ رب'' کے موضوع پر بیان کیا۔ آخر میں جماعت اسلامی کے ایک سینئر مدرس اور رکن سے بھی تفصیلی ملاقات ہوئی۔ یہ بات اُن کے سامنے رکھی گئی کہ اس ملک میں اسلامی نظام ایک پُرامن اور منظم تحریک کے بغیر نہیں آسکتا ہے۔ اس کے بعد تیمر گرہ کی طرف رخ کیا۔ تیمر گرہ پہنچنے کے بعد محترم فیض الرحمن اور محترم محمد نعیم صاحب اپنے گھروں کو روانہ ہوئے۔ امیر حلقہ بھی چکدرہ روانہ ہوئے۔ علاقے میں حالات خراب ہونے کی وجہ سے راقم نے رات مرکز تیمر گرہ میں گزاری۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہماری اس سعی کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ آمین! (مرتب: نبی محسن)

حلقہ ملاکنڈ کے زیرِ اہتمام تین روزہ ریفریشر کورس

حلقہ ملاکنڈ کے زیرِ اہتمام تین روزہ ریفریشر کورس سایہ پبلک اسکول، گاڑی کبل، سوات میں منعقد ہوا۔ اس موقع پر ناظمِ اعلیٰ محترم سید عطاء الرحمن عارف کی تشریف آوری ہوئی۔ ان کے ہمراہ نائب ناظم اعلیٰ خیبر پختونخواہ محترم محمد شمیم خٹک بھی شریکِ مجلس رہے۔ ناشتے کے بعد ''موجودہ حالات اور تنظیمی موقف'' کے موضوع پر نشست ہوئی، جس میں مقامی نظم، انفرادی نقباء اور حلقہ کے تمام ذمہ داران نے شرکت کی۔ اس موقع پر حالاتِ حاضرہ پر گفتگو ہوئی اور شرکاء کے سوالات کے تسلی بخش جوابات دیئے گئے۔

دوسری نشست حلقہ کی شوریٰ کے اراکین کے ساتھ ہوئی۔ اس میں تنظیمی خطوط برائے اصلاح، تنظیمی ڈھانچے، پالیسی، دعوتی سرگرمیوں اور آئندہ کے لائحہ عمل پر تفصیلی بات چیت ہوئی اور ناظم اعلیٰ نے شرکاء کے سوالات کے جوابات دیئے۔ تیسری نشست میں ناظم اعلیٰ نے حلقہ کی تمام مقامی تناظیم اور انفرادی اُسرہ جات کی دعوتی، تنظیمی وتربیتی کارکردگی کا تفصیلی جائزہ لیا۔ اس کے ساتھ مفید مشورے اور ضروری ہدایات بھی دیں۔ چوتھی نشست میں ناظم اعلیٰ نے نائب ناظم اعلیٰ خیبر پختونخوا اور امیر حلقہ ملاکنڈ محترم ممتاز بخت کے ساتھ تنظیمی معاملات پر تفصیلی مشاورت فرمائی۔

دعا کے ساتھ اس بابرکت تین روزہ ریفریشر کورس کا اختتام ہوا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس اجتماع کو قبول فرمائے اور تمام ذمہ داران کو اپنی ذمہ داریاں احسن انداز میں نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (مرتب: محمد سعید سالارزئی ناظم نشرواشاعت، حلقہ ملاکنڈ)

حلقہ کراچی وسطی کے تحت نقباء تربیتی اجتماع

حلقہ کراچی وسطی کے تحت ''نقباء تربیتی اجتماع'' قرآن مرکز گلستان جوہر میں صبح 10:00 تا 12.30 بجے منعقد ہوا۔ اس اجتماع میں مقامی امراء، نقباء، مقامی معتمدین اور حلقہ کے معاونین سمیت 92 ذمہ داران نے شرکت کی۔ پروگرام کی نظامت ناظم رابطہ حلقہ محترم سید محمد احمد نے کی۔ اجتماع کا آغاز تذکیر بالقرآن سے ہوا۔ ناظم تربیت برائے مدرسین حلقہ محترم راشد حسین شاہ نے ''نظمِ جماعت کی پابندی'' کے موضوع پر گفتگو فرمائی۔

بعد ازاں امیر حلقہ محترم خالد محمود نے تمام شرکاء کو خوش آمدید کہا اور اجتماع کی غرض وغایت پر روشنی ڈالی۔ حلقہ کے ناظم تربیت محترم فیصل منظور اور ناظم قانونی امور محترم نوشاد علی شیخ نے ''نقیب بحیثیت مربی'' کے موضوع پر شرکاء کے ساتھ مذاکرہ کیا۔

مذاکرے میں مربی کے اوصاف اور نقباء کو درپیش مسائل پر گفتگو ہوئی۔ مذاکرے کے بعد معتمد حلقہ محترم عمر بن عبدالعزیز نے ''تنظیمی رپورٹس کی اہمیت اور رپورٹنگ میں مسائل'' کے عنوان سے گفتگو کی اور اُن کو صحیح طریقے سے پُر کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اس کے بعد امیر حلقہ نے اپنے اختتامی کلمات میں اجتماع کے کامیاب انعقاد پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور تمام شرکاء، مدرسین اور منتظمین کا بھی شکریہ ادا کیا۔ دعائے مسنونہ پر اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

اللہ تعالیٰ ہماری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

(رپورٹ: فیصل منظور، ناظم تربیت حلقہ)

تنظیم اسلامی حلقہ لاہور غربی کے تحت ایک روزہ توسیع دعوت پروگرام

تنظیم اسلامی حلقہ لاہور غربی کے تحت ایک روزہ توسیع دعوت پروگرام تنظیم اسلامی حلقہ لاہور غربی کے تحت جامع مسجد احمد مقصود، بلاک C، جوبلی ٹاؤن لاہور میں 27 جولائی 2025 بروز اتوار ایک روزہ توسیع دعوت پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔ اس پروگرام کی میزبانی کے فرائض مقامی تنظیم بحریہ ٹاؤن نے ادا کیے جبکہ حلقہ لاہور غربی کی تمام مقامی تناظیم کے رفقاء نے بھرپور نصرت فراہم کی۔

پروگرام کا باقاعدہ آغاز دوپہر 2:30 بجے تلاوت قرآن مجید سے ہوا جس کی سعادت جامع مسجد احمد مقصود کے امام صاحب نے حاصل کی۔ تلاوت کے بعد حلقہ لاہور غربی کے نائب ناظم دعوت محترم علی اکبر نے ''دعوت کیا، کیوں اور کیسے؟'' کے موضوع پر ایک نہایت مفید اور فکر انگیز مذاکرہ کرایا، جس میں رفقاء نے بھرپور حصہ لیا۔ شام 4:30 بجے محترم علی اکبر نے ''الدین النصیحہ'' کے موضوع پر درس حدیث دیا، جس میں دین میں خیرخواہی کی اہمیت اور عملی پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی۔ بعدازاں 8 دعوتی ٹیمیں تشکیل دے کر مختلف علاقوں کی طرف روانہ کیا گیا۔ اس دوران ایک کارنر میٹنگ کا انعقاد بھی کیا گیا جس کی میزبانی محترم منصور الحسن، امیر بحریہ ٹاؤن تنظیم نے کی۔ مغرب کی نماز کے بعد خطاب عام کا اہتمام کیا گیا۔ حلقہ لاہور غربی کے ناظم دعوت محترم نثار احمد خان نے ''اللہ تعالیٰ کا انسانوں سے واحد مطالبہ'' کے عنوان پر ولولہ انگیز اور پُراثر خطاب کیا۔ جس میں شرکاء کو یاددہانی کرائی گئی کہ زندگی کا اصل مقصد اللہ کے حکم کے مطابق اقامت دین کی جدوجہد کرنا ہے۔

اس پروگرام میں 60 رفقاء، 80 احباب اور (باپردہ اہتمام کے ساتھ علیحدہ) 15 خواتین نے شرکت کی۔ پروگرام کا اختتام دعا پر ہوا جس میں امت مسلمہ، بالخصوص پاکستان اور دنیا بھر خصوصاً غزہ کے مظلوم مسلمانوں کے لیے خصوصی دعائیں کی گئیں۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ رفقاء کی اس محنت کو قبول فرمائے اور غلبہ دین کا ذریعہ بنا دے۔ آمین! (مرتب: نائب ناظم دعوت، حلقہ لاہور غربی)

ملتان شہر تنظیم کے زیراہتمام توسیع دعوت کا پروگرام

تنظیم اسلامی ملتان شہر کے 9 رفقاء پر مشتمل ایک قافلہ 14 اگست 2025ء صبح 9 بجے قرآن اکیڈمی ملتان سے کروڑ لعل عیسن کے لیے روانہ ہوا۔ پروگرام کے مطابق راستے میں صبح 10:45 تک دائرہ دین پناہ پہنچ گئے۔ رفقاء نے مل کر مین بازار میں مہم ''اتحادِ اُمت اور پاکستان کی سالمیت'' کے سلسلے میں ہینڈ بلز تقسیم کیے۔ کچھ رفقاء مہم کے فلیکس تھامے بازار میں مختلف اہم مقامات پر کھڑے رہے۔ ندائے خلافت کا خصوصی شمارہ 29 بھی تقسیم کیا گیا۔ وہاں سے روانہ ہو کر آدھے گھنٹے بعد کوٹ سلطان پہنچے۔ کوٹ سلطان میں بھی آدھے گھنٹے کی ریلی کا اہتمام کیا اور مہم کے ہینڈ بلز تقسیم کیے گئے۔ لوگوں نے تنظیم کے رفقاء کی کوشش کو سراہا۔ دن کے تقریباً ایک بجے رفقاء کا یہ قافلہ کوٹ سلطان سے کروڑ لعل عیسن کے لیے روانہ ہوا۔ 2 بجے وہاں پہنچ کر نماز ظہر، کھانے اور کچھ دیر آرام کے بعد شہر کے مین بازار میں مہم کے حوالے سے بروشر اور ہینڈ بلز تقسیم کیے۔ بعد نماز عصر محترم رجب علی نے سورۃ کہف کی چند آیات مبارکہ کی روشنی میں موجودہ حالات پر گفتگو فرمائی۔ کچھ دیر آرام کے بعد رفقاء اہل علاقہ کو دعوت دینے کے لیے گشت پر روانہ ہوئے۔ بعد نماز مغرب محترم راشد سلیم نے سورۃ بقرہ کی آیات کی روشنی میں ''دینی ذمہ داریوں'' کو واضح کیا۔ اس درس میں 30 حضرات نے شرکت کی۔ بعد نماز عشاء رفیق تنظیم محترم فصیح الرحمن نے ایک حدیث مبارکہ کا درس دیا۔ رات کو آرام کے بعد تمام رفقاء نے قیام اللیل کی سعادت حاصل کی۔ نماز فجر کے بعد محترم راشد سلیم نے آیتِ بر کے موضوع پر درس قرآن دیا۔ اس کے بعد آرام و ناشتہ کا وقفہ ہوا۔ 9 بجے رفقاء کی تربیت کے لیے اجتماعی مطالعہ کا پروگرام ہوا۔ تنظیم اسلامی کی دعوت پر مذاکرہ کروایا گیا۔ صبح 11:30 بجے ڈاکٹر عارف رشید کا ویڈیو خطاب ''خوشی اور غمی میں مردمومن کا طرزِ عمل'' سماعت کیا گیا۔ خطاب جمعہ محترم رجب علی نے دیا۔ انہوں نے مہم کے موضوع پر خطاب کیا۔ خطاب جمعہ میں 100 سے زائد نمازیوں نے شرکت کی۔ نماز اور ظہرانہ کے بعد 4 بجے ملتان کے لیے عازم سفر ہوئے۔ اور رات 8:00 بجے الحمدللہ خیروعافیت سے اپنی منزل مقصود پر پہنچا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کی کاوشوں کو شرف قبولیت سے نوازے اور توشہ آخرت بنائے۔ آمین ثم آمین!

(مرتب کردہ: محمد رمضان قادری)

مسجد گرین بیلٹ پر تھی گرادی گئی

آصف محمود (معروف کالم نگار)

سوال یہ ہے کہ مسجد سے چند قدم آگے اسلام آباد کلب کے سامنے گرین بیلٹ کہاں جاتا ہے؟ کیا افسر شاہی کے اس عیش کدے پر بھی قانون کا اطلاق ہوگا؟

گرین بیلٹ کی طرح مارگلہ نیشنل پارک میں بھی تعمیرات پر پابندی ہے تو کیا ٹی کے آرنامی ہوٹل کو بھی گرایا جائے گا؟ کیا گنز اینڈ کنٹری کلب بھی نیشنل پارک کی حدود میں نہیں، اس پر قانون کب لاگو ہوگا؟

کیا فیض آباد سے اسلام آباد داخل ہوتے ہی جو پولیس کا دفتر ہے جہاں لائسنس جاری کیے جاتے ہیں، کیا وہ بھی نیشنل پارک میں ہونے کی وجہ سے غیر قانونی نہیں؟

کیا گرائی گئی مسجد سے لے کر اسلام آباد کلب تک جتنے بھی ہوٹل ہیں سب کے سب نیشنل پارک کی زمین پر نہیں۔ تو یہ کیوں قائم ہیں؟ یہ لیز کن طاقتور لوگوں کے پاس ہے؟ کیا اسے بھی منسوخ کیا جائے گا؟ کیا شکر پڑیاں کے اطراف میں قائم تمام دفاتر تمام ہوٹل نیشنل پارک میں ہونے کی وجہ سے غیر قانونی نہیں؟ کیا قانون میں صاف درج نہیں کہ نیشنل پارک میں تعمیرات نہیں ہوسکتیں؟ (سوشل میڈیا پوسٹ)

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ — دعائے مغفرت

☆ حلقہ کراچی وسطی کی مقامی تنظیم شاہ فیصل کے رفیق محترم محمد اقبال شیخ وفات پا گئے۔

☆ حلقہ سرگودھا غربی کے مبتدی رفیق محترم عتیق الرحمن کی والدہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0302-7683117

☆ امیر حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی محترم محمد آصف سلاج کی خالہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0301-8093738

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَّسِيْرًا

Characteristics of plenitude and completion in Muhammad's (SAAW) Prophethood

The most distinctive characteristic of the mission of the Holy Prophet (SAAW) has been brought out by the Qur'an at three places thus:

> He it is Who has sent forth His messenger with the Guidance (Al-Huda) and the True way of life (Deen al-Haq), to the end that he make it prevail over all aspects of living...
>
> ***(Al-Tawba 9:33; Al-Fath 48:28; & Al-Saff 61:9)***

The important point of which notice should be taken here is that with respect to Prophet Muhammad (SAAW), these words have been repeated at three places in the Qur'an without the slightest change or difference of construction, whereas these have not been revealed even once for any other prophet or messenger.

The famous scholar and mystic of the Indo-Pakistan subcontinent — Shah Waliyullah Dehlvi (1703-1762) — has made this Qur'anic verse the subject of in-depth and extensive study in his book Izalatul Khafa un Khilafatul Khulafa. He has described it as the most important verse in understanding the purpose and mission of Muhammad's Prophethood (SAAW). Similarly, Maulana Ubaidullah Sindhi (1872-1944) has taken this verse as the key for understanding the global revolutionary manifesto of Islam.

A careful study of the verse reveals that Prophet Muhammad (SAAW) has been sent by Almighty God along with two items:

1. Al-Huda or The Guidance, and

2. Deen al-Haq or the True Way of Life.

Therefore, the Deen Allah is that system of belief and action which is based on the basic premise of total, absolute and unconditional submission to the commands of Almighty Allah (SWT). And this, in fact, is the Al-Meezan – the Balance – which is the final and ultimate form of Divine guidance for mankind. After progressing gradually through the vicissitudes of history, Divine guidance finally culminated in the most comprehensive and balanced system of life as revealed to Prophet Muhammad (SAAW). The Islamic way of life represents the ideal system of social justice and equity wherein the duties and rights of all are clearly laid down, "in order that the humanity may stick to, and behave with, Justice." ***(Al-Hadeed :25)***

Ref: An excerpt from the English translation of the Book نبی اکرم ﷺ کا مقصدِ بعثت by Dr Israr Ahmad *(RAA)*; "Muhammad *(SAAW)*; The Objectives of his Appointment" [Translated by Dr. Absar Ahmad]

اِنّا للہ وانّا الیہ راجعون — دعائے مغفرت

ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ کے قریبی عزیز اور دیرینہ ساتھی، تنظیم اسلامی کے بزرگ رفیق حاجی محمد نواز سیال صاحب قضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔ مرحوم بہت ہی درد دِل رکھنے والے، دوسروں کے لیے آسانیاں پیدا کرنے والے نہایت شفیق اور بامروّت انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی خطاؤں سے درگزر فرمائے اور اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ وَارْحَمْہُ وَاَدْخِلْہُ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْہُ حِسَابًا یَّسِیْرًا

Vol: 34 | Regd. No. C.P.L NO.114 | No.33

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore